عبادت کا پہلا گھر

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰھِیۡمَ وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ (آل عمران:۹۷)

بلاشبہ پہلا گھر جو انسان کے لیے (خداپرستی کا معبد و مرکز) بنایا گیا وہ یہی (عبادت گاہ) ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ۔ اس میں (دین حق کی) روشن نشانیاں ہیں (ازاں جملہ) مقام ابراہیم ہے (یعنی ابراہیم کے کھڑے ہونے اور عبادت کرنے کی جگہ جو اس وقت سے لے کر آج تک بغیر کسی شک وشبہ کے مشہور اور معین رہی ہے) اور (ازاں جملہ یہ بات ہے کہ) جو کوئی اس کے حدود میں داخل ہوا وہ امن وحفاظت میں آ گیا۔ اور (ازاں جملہ یہ کہ) اللہ کی طرف سے لوگوں کے لیے یہ بات ضروری ہوگئی کہ اگر اس تک پہنچنے کی استطاعت پائیں تو اس گھر کا حج کریں۔ اس پر بھی جو کوئی (اس حقیقت سے) انکار کرے (اور اس مقام کی پاکی وفضیلت کا اعتراف نہ کرے) تو یاد رکھو! اللہ کی ذات تمام دنیا سے بے نیاز ہے (وہ اپنے کاموں کے لئے کسی فرد اور قوم کا محتاج نہیں)

(ترجمان القرآن جلد دوم، امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ، ص ۳۳۵-۳۳۶)

درس حدیث

حج مبرور کی فضیلت

محمد اظہر مدنی

عن أبی هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة (رواه البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حج مبرور کا بدلہ جنت ہی ہے۔

تشریح: حج اسلام کے عظیم ستونوں میں سے ایک ستون ہے، بخاری ومسلم کی روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔اس میں حج بیت اللہ بھی ہے۔لہٰذا حج جیسے بنیادی رکن پر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے اور ہر مسلمان عاقل بالغ آزاد و مستطیع پر اس فریضہ کی ادائیگی فرض ہے۔

حج اللہ رب العالمین کی طرف سے ایک ایسا انمول تحفہ ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے تمام سابقہ گناہوں کی مغفرت کرالیتا ہے اور اس حدیث رسول کا مصداق ہوجاتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جس نے حج کیا اور اس دوران بے ہودگی اور اللہ کی معصیت سے بچا رہا تو وہ اس طرح لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔یعنی گناہوں سے بالکل پاک اور صاف، اسی لئے عازم حج وعمرہ کے سلسلے میں آتا ہے کہ اگر وہ دوران سفر انتقال کرجاتا ہے تو وہ جنتی ہے اور یہی وہ عظیم عبادت ہے جس کے اندر ایک مسلمان حد درجہ عاجزی وانکساری اور اپنی کمزوری ولاچاری اور بے بسی کا اظہار کرتا ہے۔اپنے اعضاء وجوارح سے لے کر لباس وزبان ہر چیز سے رب کی عظمت وکبریائی اور اس کی بڑائی کے گن گاتا ہے اور اپنی غلامی وعبدیت کا منظر پیش کرتا ہے۔بغیر کسی تفریق کے شاہ وگدا سب ایک ہی لباس، ایک ہی زبان اور ایک ہی مقام پر کھڑے ہوکر مالک الملک کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔خوف ورجاء کے ماحول میں دست بدعا ہوتے ہیں اور سب کی ایک ہی تمنا اور لالچ ہوتی ہے کہ اپنے مالک حقیقی خالق ورازق کو کیسے خوش کرسکیں اس کی رضا وخوشنودی مل جائے اور رب سے مخاطب ہوکر ایک ہی آواز اور والہانہ انداز میں لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك کہ میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں یقیناً تمام تعریفیں نعمتیں اور ماہیت تیرے لئے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

یہ اہم فریضہ جہاں مالی استطاعت کا متقاضی ہے وہیں بدنی قوت وطاقت کا بھی طالب ہے۔اسی لئے رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کردیا ہے لہٰذا تم حج کرو، يا ايها الناس قد فرض الله عليهم الحج فحجوا ۔ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا حج ہر سال فرض ہے آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی یہاں تک اس نے اس سوال کو تین دفعہ دہرایا۔پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہوجاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھ پاتے۔

اس عبادت کی محنت ومشقت کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے اسے جہاد سے تعبیر کیا اور جہاد سے افضل عمل قرار دیا۔مائی عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے کہا کہ سب سے افضل جہاد حج مبرور ہے اور ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بوڑھا، ضعیف اور عورت کا جہاد حج وعمرہ ہے۔مذکورہ بالا حدیث میں انہی اعمال جلیلہ اور فضائل محمودہ کو سامنے رکھتے ہوئے حج مبرور کا بدلہ جنت ٹھہرایا گیا ہے۔حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے پیش کش کی کہ آپ اپنا دست مبارک آگے بڑھائیں میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔رسول اکرم ﷺ نے جب اپنا دست مبارک ان کی طرف بڑھایا تو انہوں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا یہ کہتے ہوئے کہ میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ معاف فرمادے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’اما علمت أن الاسلام يهدم ماكان قبله وان الهجرة تهدم ما كان قبلها وان الحج يهدم ما كان قبله‘‘ کیا تمہیں پتہ نہیں کہ اسلام سابقہ گناہوں کو محو کردیتا ہے، ہجرت پچھلے گناہوں کو مٹادیتی ہے اور حج پچھلے تمام گناہوں کو ختم کردیتا ہے۔

حج مبرور کی اتنی بڑی فضیلت! ہمیں چاہیے کہ حج اور عمرہ کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں اور رب ذوالجلال والاکرام سے اس کی خصوصی توفیق اور عنایت طلب کریں، ہم میں سے کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو اہل ثروت ہیں لیکن انہیں یہ توفیق نہیں کہ اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کرسکیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حج وعمرہ کرتے رہو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو ختم کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے سے زنگ کو ختم کردیتی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ امت مسلمہ کو شعائر اسلام کی پابندی کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین وصلى الله على نبينا محمد وسلم تسليماكثيرا۔

اصغر علی امام مہدی سلفی

اداریہ

ذمہ دار کون؟

کاروان زندگی میں حاکم بھی ہیں رعایا اور پبلک بھی، مالدار بھی ہیں اور غریب و نادار بھی ہیں۔ چھوٹے بھی ہیں اور بڑے بھی، کمزور بھی ہیں اور قوی بھی، ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی، سکھ بھی ہیں اور عیسائی بھی، دوست بھی ہیں اور بھائی بھی، اپنے بھی ہیں اور پرائے بھی، غرضیکہ جو بھی زندہ ہے زندگی کی راہوں میں ہمارا ہم سفر ہے۔ جو بھی معاشرہ میں ہے وہ سماج کا اہم عنصر اور حصہ ہے۔ جو بھی ملک میں ہے اپنا ہم وطن اور ساتھی ہے اور ہمارے معاشرہ و ملک اور وطن کا ایسا جزء ہے جسے ”جزء الذی لا یتجزی “(ایسا جزء جو تقسیم کو قبول ہی نہ کر سکے) مانے بغیر چارہ نہیں۔ بلکہ دنیا جہاں میں جہاں کہیں بھی ہے وہ اس کاروانِ زندگی کا ایک اہم حصہ ہے اور اس میں سب کی حاجت و ضرورت، معاش و معیشت، دکھ درد، سرد و گرم، نشیب و فراز، اونچ نیچ، منشط و مکرہ ذمہ داری حسبِ حیثیت و وسعت اور مقام و مرتبہ برابر ہے۔ اس قافلہ کا ایک فرد کسی قزاق کے ہتھے چڑھ رہا ہو تو کیا ٹریفک و موبائل پولیس ہی کو مورد الزام ٹھہرا کر سکوت کرنا صحیح ہوگا یا حسب قوت و امکان سبھی اس کے بچاؤ اور حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے۔؟ قطع نظر اس کے کہ کب، کون اور کس حال میں کتنا ذمہ دار ہے؟۔

مانا کہ موب لنچنگ جیسے تشدد کے معاملات میں بحیثیت قانون اور اقتدار اگر چہ اول و آخر ذمہ داری حکومت کی بنتی ہے کہ وہ ان کی روک تھام کے لیے ہر ممکن وسائل و ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اس پر قابو پانے کی کوشش کرے۔ اگر اس طرح کی مبغوض و مذموم حرکت کسی شہری سے سرزد ہو جاتی ہے خواہ غلط فہمی کی بنیاد پر ہو یا اشتعال کی بنیاد پر، خواہ اسے کوئی فرد انجام دے یا کسی بھیڑ نے اندھا دھند اس کا ارتکاب کیا ہو تو حکومت اور قانون اس کا فیصلہ کرے اور مجرمین کو حسب واقعہ مناسب اور نرم و گرم سزا کے ذریعہ مظلومین کے درد کا مداوا کرے تا کہ انصاف کے تقاضے پورے ہوں۔ قانون کو ہاتھ میں لینے اور لاقانونیت پھیلانے والے جذبات کو حوصلہ نہ ملے اور دیگر شہریوں کو بھی اس طرح کی ناعاقبت اندیشی کرنے اور مجرمانہ و اشتعال انگیز عمل کرنے سے روکے اور اس طرح کے اقدام سے باز رکھنے کا سامان بھی بنے۔

موب لنچنگ جیسے بے لگام اور شتر بے مہار بھیڑ اور سرپھروں کی ظلم و زیادتی پر حکومت کی ذمہ داریاں اور فکر مندیاں مسلم ہونے کے باوجود مختلف ادیان و مذاہب خصوصا ہمارے ہندو دھرم گروؤں، مہاپنڈتوں، سادھو سنتوں نیز پروہتوں جن کا ایک مذہبی و دینی مقام و منصب کے علاوہ سماجی و اخلاقی اثر و رسوخ، رعب داب اور مقام و مرتبہ بھی لوگوں کے دلوں میں ہے، کی اخلاقی و

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
ملک و معاشرہ میں امن	۶
عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت	۸
حج مبرور۔ فضیلت اور اسباب	۱۰
عیدالاضحی۔ احکام و مسائل	۱۲
دین اخوت و مساوات (نظم)	۱۸
عیدالاضحی کا حقیقی پیغام	۲۰
نئی نسل کی اصلاح، معلم و استاذ پر موقوف	۲۴
پانی کے مفت ہونے کا تصور	۲۷
طب و صحت	۲۸
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۹
جماعتی خبریں	۳۰
ایک اعلی سطحی وفد متعدد صوبوں کے دورے پر	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ ________ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ________ ۷/روپے
پاکستان ________ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ و دیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

دینی اور انسانی و وطنی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ایسے موقع پر موثر بیانات واعلانات، اپیل اور پند ونصیحت وغیرہ کے ذریعہ اس کی قباحت کو اجاگر کریں، بصورتِ دیگر انہیں کھلے بندوں اس کی مذمت اور تردید بھی ببانگ دہل کرنی چاہئے۔ بلکہ اگر وہ مسلمان اور دیگر اقلیتوں کے دھرم گروؤں، علماء اور احبار ورہبان کے مقابلے میں زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تو اس طرح کے عناصر کی ایک طرف ہمت شکنی بھی ہوتی اور ان کی اہنسا کی تعلیم کی وجہ سے اس سے بعض تائب بھی ہوتے اور دین دھرم کا اگر ادنیٰ بھی ان کے اندر شائبہ ہوتا تو وہ ضرور دھرم گروؤں کی باتوں پر کان دھرتے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کرتے کہ ان کے دھرم گرو بھی علی الاعلان اسے ظلم گردان رہے ہیں، اس لیے ایسا نہ کرنا چاہئے۔

لیکن میرے محدود علم کی حد تک کثرت سے دھرم استھلوں اور معابد ومنادر اور مٹھ، شوالے اور دھرم شالے پائے جاتے ہیں اور ان میں دھرم گروؤں کی موجودگی ہے۔ اس حساب سے موب لنچنگ کے خلاف کوئی موثر آواز سننے کو نہیں ملتی۔ معدودے چند شنکراچاریہ جی اگر کہیں اور کبھی اس کی نندا کرتے ہوئے نظر بھی آتے ہیں تو عام طور پر وہ مسلم منچوں اور اسٹیجوں کے حوالہ سے ہی اور انہی کے بیچ۔ لیکن طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اسے بھی غیر موثر کرنے کے لیے مختلف ذرائع اور وسیلے اپنائے جاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ دھرم گرو سیاسی ہوگئے ہیں۔ فلاں پارٹی کی تائید میں ہندو ہوکر بھی ایسا بیان دے رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے ایسا بھاشن صرف مسلمانوں اور اقلیتوں کو خوش کرنے کے لیے دیا جارہا ہے، کوئی الزام دھرتا ہے کہ ایسے دھرم گروؤں اور شنکراچاریہ لوگوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وہ فٹ پاتھی اور جعلی پیروں پگاروں کی طرح ہیں۔ الغرض اسے سبوتاژ کرنے کے ڈھیروں جتن اور پروپیگنڈے کئے جاتے ہیں پھر دوسرے دھرم گرو اس کی ہمت نہیں کرپاتے کہ ان پر بھی کوئی الزام نہ دھر دیا جائے۔ میں نہیں کہتا کہ ہمارے ہندو، سکھ اور عیسائی بھائی جو مذہبی پیشوا ہیں وہ اہنسا کی بات صرف اپنے لوگوں میں ہی نہیں کرتے ہوں گے بلکہ وہ عام مجلسوں میں بھی انسانوں اور دیگر جیوتوں اور حیوانوں حتی کہ جمادات ونباتات اور خلق خدا پر ظلم کی مذمت و شناعت بھی بیاں کرتے ہوں گے۔ کیوں کہ ہندوستان میں آج بھی اہنسا پر یقین رکھنے والے اور مانوتا اور انسانیت کی قدر و قیمت کو جاننے اور ماننے والوں کی اکثریت ہے۔ اور اکثر بھارتی عدم تشدد میں یقین رکھتے ہیں اور خلق خدا خصوصا انسانی قتل و غارتگری کو مہا پاپ سمجھتے ہیں اور اس کی تعلیم اپنے پیروکاروں اور مریدوں کو صبح وشام دیتے ہیں۔ ورنہ تشدد اور اہنسا کو خود ان کے ماحول و معاشرہ میں روکنا محال ومشکل ہوجاتا حالانکہ ان کے یہاں انسانیت کی بڑی عزت اور احترام ہے۔ اور یہ ہر دھرم میں بادنیٰ تفاوت موجود ہے۔

لیکن دین اسلام جس کے معنی ہی امن وسلامتی اور محبت وآشتی کے ہیں، نے مختلف پیرایۂ بیان واسلوب میں امن وشانتی اور انسانی اخوت و بھائی چارہ کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کیا ہے اور سماج ومعاشرہ کے ہر ہر فرد کو قیام امن اور عوام وخواص کی جان ومال کی حفاظت وصیانت کا مکلّف بنایا ہے اور تشدد خواہ انفرادی ہو یا ہجومی کی مذمت اور حوصلہ شکنی کی ہے۔ گو کہ لوگوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کا ذمہ دار سماج کے ہر طبقہ اور فرد کو قرار دیا گیا ہے، لیکن سب سے زیادہ مسئولیت اور بنیادی ذمہ داری والدین، اولیاء الامور، فیملی اور خاندان کے سربراہوں کی بتائی گئی ہے۔ ’’عن ابن عمر رضی الله عنهما قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته، الامام راع و مسئول عن رعيته و رجل راع فی اهله و مسئول عن رعيته والمرأة راعية فی بيت زوجها و مسئولة عن رعيتها والخادم راع فی مال سيده ومسئول عن رعيته ‘‘(بخاری) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہے اور تم میں کا ہر شخص اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام ذمہ دار ہے اور وہ اپنی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے گھر میں ذمہ دار ہے اور اپنی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے اور وہ اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھی جائے گی اور خادم اپنے مالک کے مال کا ذمہ دار ہے اور وہ اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

والدین سے کہا گیا کہ بچوں کی اچھی تربیت کریں تاکہ وہ اچھے شہری بنیں، امن واخوت اور میل جول کے ساتھ رہیں۔ اشرار اور لفنگوں کی صحبت سے دور رہیں، ہلڑ بازی نہ کریں، بلا تفریق مذہب بزرگوں کا احترام کریں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں۔ ’’ما نحل والد ولده من نحل افضل من ادب حسن ‘‘ (ترمذی) کوئی بھی باپ اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر چیز نہیں دیتا۔

اسی طرح ائمہ، دعاۃ اور مصلحین ومبلغین کو مکلّف کیا گیا کہ وہ جدید نسل کی صحیح نشو ونما کریں اور ان کو بہترین شہری بنائیں۔ ان پر یہ ذمہ داری الگ سے ڈالی گئی ہے۔ صلحا، ائمہ، دعاۃ، معلمین، علماء اور اہل اللہ خصوصی طور پر اس حکم میں شامل ہیں۔ جمعیتوں اور جماعتوں اور سوسائٹیوں اور مختلف قسم کے اداروں اور شخصیات کا یہ اہم وظیفہ ہے۔ دہشت گردی وتشدد کے خلاف سب ہی اپنے اپنے طور پر ہم وغم بنا کر مہم شروع کریں۔ کیونکہ یہ کسی فرد وسماج کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ ہر مذہب کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے۔

ہجومی تشدد وغیرہ جیسے رونما ہو رہے حادثات کو روکنے کی ذمہ داری قانون

کو ہاتھ میں لئے بغیر اپنے دائرے میں سول سوسائٹی کے ہر فرد کی ہے۔ عام حکم ہے ''من رأى منكم منكرا فليغيره بيده، فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الايمان'' (مسلم) ''تم میں سے جو کوئی سماج میں منکر (ناپسندیدہ) کام ہوتا دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے روکنے کی سکت نہ ہو تو زبان سے اس کو روکے اور اگر زبان سے بھی روکنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل میں اسے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے''۔

اسلام صرف مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کا محافظ نہیں ہے بلکہ وہ بلاتفریق مذہب ساری انسانی برادری کا محافظ و پاسبان ہے۔ وہ معیاری مسلمان کا تعارف بایں طور کراتا ہے۔ ''المسلم من سلم الناس من لسانه ويده والمومن من امنه الناس على دمائهم واموالهم'' (احمد) معیاری مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں اور اس سے کسی کو کسی طرح کا گزند نہ پہنچے۔ اور معیاری مومن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنی جان و مال کا خطرہ نہ ہو۔

بلکہ عام انسانوں کے جان و مال کی حفاظت اور ان کو نفع رسانی کو اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا ذریعہ بتایا۔ ''احب الناس الى الله انفعهم للناس'' (طبرانی) اللہ کے نزدیک سب سے محبوب وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والے ہیں۔

نیز بتایا کہ مخلوق الٰہی سے رحم و کرم کا معاملہ اللہ کی رحمت و شفقت کا باعث ہے ''الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا من فى الارض يرحمكم من فى السماء'' (ترمذی) رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے۔ اس لیے اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

چونکہ موب لنچنگ کی وجوہات میں سے مذہبی و گروہی تعصب سرفہرست ہے اس لیے اسلام مذہبی تعصب و تشدد کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ مسلکی تعصب و تشدد کی بھی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور مسلمانوں کو بطور خاص بایں طور خطاب کرتا ہے کہ ''المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده'' (متفق عليه) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

موب لنچنگ ایسی برائی اور جرم ہے کہ کسی بھی طرح اس کا حصہ بننا بھی غارت گر دین و ایمان ہے۔ انسان کی عاقبت خراب ہو جاتی ہے۔ بروز قیامت مفلسوں میں شمار ہوگا۔ ''عن ابى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فينا من لا درهم له و لا متاع ، فقال: " ان المفلس من امتى ياتى يوم القيامة بصلاة و صيام وزكاة وياتى قد شتم هذا وقذف هذا واكل مال هذا و سفك دم هذا وضرب هذا فيعطى هذا من حسناته و هذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضى ما عليه اخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح فى النار'' (مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم اور مال و متاع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ''میری امت کا مفلس آدمی وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکاۃ لے کر حاضر ہوگا اس حال میں کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو، کسی پر تہمت لگائی ہو، کسی کا مال غصب کر لیا ہو، کسی کا خون بہایا ہو، کسی کو مارا پیٹا ہو تو اس کے بدلے اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور جب لیتے لیتے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلومین کے گناہ اس کے اوپر لاد دے جائیں گے اور اس طرح وہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اس طرح سب سے اول اور آخر ذمہ داری خاندان، سماج اور سوسائٹی کی بنتی ہے۔ اس سب کے باوجود کوئی سر پھرا اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور معاشرہ کے لیے مسئلہ بن جاتا ہے خواہ موب لنچنگ کریں، عوامی اثاثہ کو نقصان پہنچائیں اور دہشت گردانہ حرکتوں کو انجام دیں وغیرہ وغیرہ ان حالات میں ظاہر ہے ہر جگہ پولیس موجود نہیں ہوتی ایسے حالات میں دھرم گروؤں اور سوسائٹی کے ذمہ داروں اور عوام کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اسے روکیں اور انتظامیہ کے معاون بنیں۔

افسوس کی بات اور بڑا ظلم اور ستم ظریفی ہے کہ کسی کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور لوگ کھڑے تماشا دیکھتے رہتے ہیں۔ کسی مسلم محلّہ میں کسی غیر مسلم شخص پر یا کسی غیر مسلم محلے میں کسی مسلم شخص کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہو اور سارا کا سارا محلّہ تماشائی بنا رہے یہ بہت ہی افسوس اور انتہائی درجہ شرم اور عدم احساسِ ذمہ داری کی بات ہے۔ صرف ویڈیو بنالینا اور پولیس کو خبر کر دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ سوسائٹی کے ہر فرد پر حکمت و دانائی اور ہمت سے اس ظلم سے روکنے کی کوشش کرنی فرض ہے اور ان جرائم کی روک تھام کرنی چاہئے۔

تشدد و دہشت گردی خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی اسلام کی نگاہ میں اور معزز سوسائٹی کی نظر میں مردود و مذموم ہے اور یہ ایسا جرم ہے جس کو بہر حال کسی طرح جواز کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔ اسلام کی اسی اسپرٹ اور سلفی منہج کی انہی تعلیمات کا اثر ہے کہ دہشت گردی اور آتنکواد خواہ جس شکل میں بھی افق عالم پر نمودار ہوا ہو ہم نے فوری طور پر بھرپور اجتماعی و انفرادی مذمت و تردید کی، اجتماعی فتوے جاری کئے، بڑی بڑی کانفرنسیں، قومی و عالمی اور محلی و مقامی سطح پر منعقد کئے، سیمیناروں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ اور آج بھی کسی طرح کے تشدد، ظلم و زیادتی اور دہشت گردی کو روکنے کے لیے خواہ کوئی بھی کمیٹی ہو ہم اس کے ادنیٰ یا اعلیٰ ممبر کی حیثیت سے ہمہ وقت تیار ہیں۔ یہ احساسِ ذمہ داری ہر فرد کے اندر پیدا ہونی چاہیے۔

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

بموقع ۳۴ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس

صفی احمد مدنی، حیدرآباد

ملک ومعاشرہ میں امن

امن وسکون اللہ عزوجل کی ایک عظیم الشان نعمت ہے۔امن وسکون ہوتو زندگی اچھی لگتی ہے۔کھانا پینا، لباس وغیرہ ہر چیز میں لطف ومزہ حاصل ہوتا ہے۔امن ہو تو انسان والدین، بیوی، بچوں اور دیگر رشتہ داروں کی خدمت کرسکتا ہے، سماجی ذمہ داریوں کو ادا کرسکتا ہے۔حقداروں کے حقوق کو ادا کرسکتا ہے، علم حاصل کرسکتا ہے، عبادت کرسکتا ہے۔اپنی روح وانسانیت کو ترقی دے سکتا ہے۔اچھے سماج ومعاشرہ کو قائم کرنے کے لئے جدوجہد کرسکتا ہے، دیگر بے کسوں، پریشان حالوں اور مظلوموں کی مدد میں حصہ لے سکتا ہے، ہنستے مسکراتے چہروں کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے، دل سکون سے بھرجاتا ہے، امن نہ ہوتو زندگی عذاب بن جاتی ہے، کوئی خوشی، خوشی نہیں لگتی ہے۔مسلسل غم وفکر کی وجہ سے انسان بیماریوں کا شکار ہوکر عاجز وکمزور ہوجاتا ہے۔

انسان کی زندگی بسر کرنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔(۱) غذا (۲) امن۔ اللہ عزوجل نے ان دونوں نعمتوں کا ذکر سورہ قریش میں کیا ہے۔ الَّذِیْ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْف ترجمہ:اس ذات کی بندگی کریں جس نے انہیں بھوک کی حالت میں کھانا دیا اور خوف کے ماحول میں امن دیا۔اللہ عزوجل نے قبیلہ قریش پر اپنی دو اہم نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے بدلہ ان سے بندگی کا مطالبہ کیا ہے۔اہل مکہ پر خصوصی نعمتیں دو تھیں۔(۱) غذا (۲) امن۔مکہ کی زمین بالکل بنجر ہے وہاں دور دور تک کسی قسم کی کاشت کاری اور باغبانی ممکن نہیں ہے، اس لئے اہل مکہ اناج گیہوں اور جو کے حصول کے لئے لمبا سفر کرتے تھے۔ملک شام کا سفر کرتے جو مکہ سے تقریباً ایک ہزار کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اس زمانے میں جب کہ سفر کی سہولیات مہیا نہ تھیں لمبا سفر کرکے گیہوں اور جو حاصل کرتے اور مکہ میں اناج کے قافلے اترتے اور اہل مکہ کو وافر مقدار میں اناج مل جاتا جبکہ آس پاس کے عرب اکثر قحط سالی کا شکار رہتے، اور بھوکوں مرتے تھے۔اس کے علاوہ اہل مکہ کے طائف میں باغات تھے۔جہاں سے کھجور اور انگور وغیرہ بھی حاصل ہوتے تھے۔طائف مختصر سا علاقہ تھا جہاں باغات تھے۔اہل مکہ کے لئے غذا کی فراہمی سے زیادہ امن وامان کی نعمت تھی۔سارے عرب میں لڑائیوں کا بازار گرم تھا۔راتوں میں حملے ہوتے تھے اور پورا قبیلہ وخاندان تباہ ہوجاتا تھا، جان ومال کا کوئی تحفظ نہ تھا۔لوٹ مار عام تھی، اہل ثروت پر ڈاکہ ڈالا جاتا اور ان کو لوٹ لیا جاتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ اہل مکہ کے لئے امن کا بہترین انتظام کیا تھا۔خانہ کعبہ کا احترام عربوں کے دلوں میں اچھی طرح پیوست تھا اور قریش چونکہ خانہ کعبہ کے خدام اور مجاور تھے اس لئے مکہ اور مکہ والوں پر حملہ کرنا بہت بڑا گناہ تصور کیا جاتا تھا۔عرب کے سارے باشندے مکہ کا احترام کرتے تھے اور ان کے قافلوں کو امن کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت تھی مکہ پر کبھی بھی حملہ نہ ہوتا تھا بلکہ سخت ترین دشمن بھی خانہ کعبہ کے پاس جاتا تو اس پر حملہ نہ کیا جاتا یہاں تک کہ وہ حرم سے نکل جائے۔یہ دو عظیم الشان نعمتیں غذا اور امن جو اہل مکہ کو حاصل تھیں سارے انسانوں کی ضرورت ہے۔دنیا کے تمام حکمران اور حکومتیں ان دو چیزوں کے لئے کوشش کرتی ہیں۔

دین اسلام میں امن کی بڑی اہمیت ہے۔اسلام سلامتی سے نکلا ہے یعنی سب کے لئے سلامتی کا مذہب ہے۔کمزوروں، مظلوموں اور محروم افراد سب کے لئے امن وسلامتی دینا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔کوئی ظالم اپنی طاقت وقوت کے بل پر ظلم نہیں کرسکتا۔ بلکہ انصاف ہر ایک کے لئے ہوگا اور ظالم کا پنجہ توڑ دیا جائے گا اور مظلوم کو اس کا حق دلایا جائے گا۔ پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ ”میں کمزور کے ساتھ ہوں یہاں تک کہ طاقتور سے اس کا حق دلوادوں، میں مظلوم کے ساتھ ہوں یہاں تک کہ ظالم سے انتقام نہ لے لوں“۔یہ پالیسی اسلام کی پالیسی ہے۔اسلامی حکومت کی ذمہ داری امن قائم کرنا، ظالموں اور مجرموں کو سخت سزا دینا تاکہ ظلم کا زور ٹوٹ جائے اور معاشرہ کا ہر فرد اپنے جان ومال وعزت وعقیدہ کا تحفظ حاصل کرلے۔

اللہ تعالیٰ نے فتنہ وفساد کو سخت ناپسند کیا اور فسادیوں کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَاد (البقرہ:۲۰۵) ”اور جب وہ پیٹھ پھیرتا ہے تو اس ملک میں بگاڑ پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے تاکہ کھیتی اور نسل کو برباد کردے، اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا ہے۔“

فساد اور بدامنی انسان کو پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا کردیتی ہے جس کی وجہ سے وہ انسانیت کے شرف سے محروم ہوجاتا ہے اور مقصد زندگی سے دور اور عاجز ہوکر بہت بری زندگی گزارتا ہے۔

انسان کی دو اہم ضرورتوں غذا اور امن میں غذا کا مسئلہ اب آسان ہو گیا ہے۔ جدید ٹکنالوجی کے استعمال سے غذا کی پیداوار کئی گنا بڑھ چکی ہے جس زمین میں سے ایک ٹن اناج حاصل ہوتا تھا اب وہاں بآسانی چار ٹن اناج حاصل ہو رہا ہے اور ذرائع حمل ونقل کی سہولت کی وجہ سے ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک شہر سے دوسرے شہر اناج اور غذائی مواد کی منتقلی آسان ہوگئی ہے۔ اب صرف کچھ مقامات پر اناج کی کمی کا مسئلہ ہے اور یہ بدامنی کی وجہ سے ہے۔

دوسری چیز امن وامان کا حصول ہے، آج دنیا کے بہت سے ممالک بدامنی کا شکار ہیں جان و مال کا تحفظ نہیں ہے۔ مسلم ممالک پر بدامنی مسلط کردی گئی ہے۔ امریکی صدر جارج بش نے جو کیمیکل ہتھیار کے نام پر عراق کو تباہ کر دیا ہے اور وہاں کوئی جوہری ہتھیار نہ ملے، پھر اسامہ بن لادن کی تلاش میں افغانستان کو تہہ وبالا کر دیا۔ لاکھوں لوگ بے گھر ہوگئے، خواتین بے سہارا ہو کر سڑکوں پر آگئیں اور جان بچانے کے لئے پڑوسی ممالک میں پناہ گزیں بن کر غربت کی زندگی بسر کررہی ہیں۔ گذشتہ صدر اوباما تو بڑا ظالم اور وحشی نکلا اس نے بہار عرب کے نام الجزائر لیبیا، تونس، مصر اور شام میں خون کی ندیاں بہائیں اور ابھی تک حالات سنبھل نہیں پائے ہیں، امریکہ کی غنڈہ گردی کی وجہ سے کئی ممالک تباہ ہو رہے ہیں، بالخصوص مسلمان نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ برما میں بدھوں نے انتہائی وحشت ناک ظلم کیا ہے اور فلسطین میں فلسطینیوں کو قتل کیا جارہا ہے اور ان کی زمین پر یہودی قبضہ کرکے کالونیاں بنارہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ دنیا میں امن کیسے قائم ہوگا، بظاہر تو امن کی امید کم ہی ہے سرکش طاقتیں برتری بھی چاہتی ہیں اور انہیں اپنی جانوں کا خوف بھی ہے دنیا میں سرد جنگ جاری ہے جو کبھی بھڑکی تو ساری دنیا کو جہنم بنادے گی۔

ہمارے ملک ہندوستان میں امن وامان تھا۔ اب ایسے معلوم ہوتا ہے کہ شیطانی طاقتیں ہندوستان میں ظلم وستم وبدامنی پھیلانا چاہتی ہیں جس کی ابتداء بھی ہوچکی ہے، گائے کے گوشت کے نام پر کئی مسلمانوں کا قتل ہوچکا ہے۔ وندے ماترم اور شری رام کے نام پر مسلمانوں کو ڈرایا جارہا ہے۔ ہندو مذہب کی برتری کے نام پر مسلمانوں کو تنگ کیا جارہا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہندوستان میں رہنا ہے تو ہندو بن کر رہو اور کوئی کسی اور کام ونعرہ سے اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کو ڈرایا جارہا ہے۔ مسلمان خواب غفلت میں پڑے رہے اور جارح ہندوتیاری کرتے رہے اب پوری طرح اقتدار اور اختیار کے مالک بن کر جو چاہے بولتے رہتے ہیں۔ ان شاء اللہ دین کو مٹانہ سکیں گے، لیکن مسلمانوں پر ضروری ہے کہ بدامنی وجھگڑوں کو دور کرنے اور امن کو عام کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ بہت سے ہندوؤں کو دیومالائی عقائد رام اور سیتا کے قصوں اور ہندوانہ رسم ورواج سے کوئی دلچسپی نہیں ہے وہ تو بس ایک اچھی وشریفانہ زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ جنونی فرقہ پرستوں اور سماجی غنڈوں سے معاشرہ کو بچانے اور امن کو عام کرنے کے لئے کچھ نکات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مساوات کی تعلیم: ہندوستان سیکولر ملک ہے۔ ہندوستان کے قانون کی بنیاد سیکولرزم پر رکھی گئی۔ تمام مذاہب کو یکساں حقوق حاصل ہوں گے۔ اب کچھ جنونی حضرات ہندوتوا کے نام پر ہندوانہ رسوم ورواج اور عقائد کو غالب کرنے کی کوشش کیا تو اس سے دیگر مذاہب مسلمان، عیسائی اور سکھ وغیرہ کے ماننے والوں میں بے چینی پیدا ہوگئی۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ نصابی کتب میں حقائق کے خلاف باتیں درج کی جارہی ہیں اس سے ذہن غیر علمی بنے گا اور نفرت وجھگڑے پیدا ہوں گے۔ امن قائم کرنے کے لئے ان تمام چیزوں کو دور کرنا ہوگا ایک صاف ستھری اور سیکولر وحقائق والا نصاب تعلیم نافذ کرنا ہوگا۔

۲-روزگار کے مواقع: بے روزگاری بدامنی کا اہم سبب ہے۔ نوجوانوں کو جب روزگار ملے گا تو وہ اپنے روزگار میں مصروف ہوجائیں گے اور فسادیوں کے آلہ کار نہ بنیں گے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ طالب علم سالہا سال تک تعلیم حاصل کرتا رہتا ہے اور جب تعلیم سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے سامنے روزگار کے دروازے بند ہی ہوتے ہیں۔ ہندوستانی نوجوان میں صلاحیت کی کمی نہیں ہے بلکہ مناسب رہنمائی اور تعاون کی ضرورت ہے۔ ہندوستانی سماج بری طرح کرپشن اور فرقہ واریت کا شکار ہے۔ بددیانتی کو ختم کرکے اور فرقہ وارانہ ذہنیت کو ختم کرکے حکومت کے ذمہ دار تمام نوجوانوں کے لئے کام کریں اور بلاکسی تفریق کے سب کی مدد کریں تو پھر امن قائم ہوگا اور نفرتیں وجھگڑے ختم ہوجائیں گے۔

۳- شرپسندوں کے لئے سخت سزا: شرپسندوں کو سخت سزاملنی چاہیے۔ شرپسند سیاسی تعلقات اور مال ودولت اور غنڈہ گردی وغیرہ کی وجہ سے شر پھیلاتے ہیں، دوسرے طبقہ کے خلاف نفرت انگیز بیانات دیتے ہیں اور بچ جاتے ہیں۔ شرپسند کسی بھی پارٹی کا ہو اگر نفرت وتشدد پھیلاتا ہے تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کو پکڑے اور سزادے تاکہ سماج میں امن قائم رہے اور سماج کا ہر فرد اپنی جان ومال ومذہب کو محفوظ سمجھے۔

شرپسندوں پر گرفت سخت کرنے اور نوجوانوں کے لئے روزگار کے مواقع فراہم کرنے اور انسانیت کی تعلیم عام کرنے سے ان شاء اللہ ہندوستان میں امن وامان حاصل ہوگا اور ملک کے سارے باشندے خوشی کی زندگی بسر کریں گے۔

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت

ڈاکٹر معراج عالم محمد انفاق تیمی
الخبر، سعودی عرب

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔جن میں چار مہینے حرمت و عظمت والے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ" (التوبہ:۳۶) جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اورزمین کو پیدا کیا، اسی دن سے اللہ کے نزدیک اس کی کتاب میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے، ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔یہی صحیح دین ہے۔پس تم ان میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔

ان محترم اور باعظمت مہینوں میں ایک مہینہ ذی الحجہ کا بھی ہے جس کی اہمیت وفضیلت پر قرآن وسنت شاہد عدل ہیں۔خاص طور پر اس مہینہ کا عشرۂ اولیٰ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں اس کی قسم کھا کر اس کی اہمیت کو اُجاگر کیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ"، قسم ہے فجر کی اوردس راتوں کی۔اوران دس راتوں سے مراد عشرۂ ذی الحجہ ہے۔حضرت ابن عباس، ابن زبیر، مجاہد اور دیگر سلف صالحین سے یہی منقول ہے۔(۱) حافظ ابن کثیر (۲) اور حافظ ابن رجب (۳) نے اسے راجح قرار دیا ہے جبکہ امام شوکانی نے اپنی تفسیر (۴) میں اسے جمہور مفسرین کی طرف منسوب کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عشرۂ ذی الحجہ کو سارے ایام پر فوقیت وفضیلت دی ہے اوران ایام میں نیک عمل کرنا دوسرے دنوں کی بہ نسبت کہیں زیادہ اللہ کو محبوب اور پسندیدہ ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا"مامن ايام العمل الصالح فيها أحب إلى الله منه في هذه الأيام العشر قالوا: ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال ولا الجهاد في سبيل الله إلا رجل خرج بنفسه وماله ولم يرجع من ذلك بشئى "(۵)

یعنی عشرۂ ذی الحجہ کے دنوں کے علاوہ دوسرے ایام میں عمل صالح کرنا اللہ کو زیادہ محبوب نہیں ہے، لوگوں نے کہا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر ہاں اس شخص کا جہاد جس نے جان ومال کو خطرے میں ڈال دیا اور کچھ بھی واپس نہیں لایا۔حضرت ابن عباس ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مامن عمل ازكى عندالله عزوجل ولا اعظم أجرا من خير يعمله في عشر الأضحى . قال: ولا الجهاد في سبيل الله ؟ قال: ولا الجهاد في سبيل الله إلا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك بشئى" (۶) یعنی اللہ کے نزدیک عشرۂ ذی الحجہ میں عمل کرنے سے زیادہ پاکیزہ اور زیادہ ثواب کا حامل کوئی عمل نہیں ہے۔کہا گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں آپ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، ہاں البتہ اس شخص کا جہاد جس نے اپنی جان ومال کو خطرے میں ڈال دیا اور کچھ بھی واپس نہ لا سکا۔

ذی الحجہ کے ان ہی دس ایام میں عرفہ کا دن (میدان عرفات میں وقوف کا دن) بھی ہے۔جس دن کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ مندرجہ ذیل حدیث سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے ارشاد نبوی ہے: "مامن يوم اكثر من ان يعتق الله فيه عبدا من النار من يوم عرفة وإنه ليدنو ثم يباهي بهم الملائكة فيقول: ماأراد هؤلاء" (۷) یعنی عرفہ کے دن سے زیادہ کسی بھی دن اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے بیچ اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے یہ بندے آخر چاہتے کیا ہیں۔

اس دن روزہ رکھنے کی فضیلت یہ ہے کہ "يكفر السنة الماضية والباقية" (مسلم:۸۱۹/۲) اللہ تعالیٰ اگلے اور پچھلے دوسال کے گناہ کو بخش دیتا ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ کا آخری دن یوم النحر (دسویں تاریخ قربانی کا دن) بھی بڑی فضیلت کا حامل ہے۔نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:"إن اعظم الأيام عندالله يوم النحر ويوم القر" (۸) یعنی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا دن یوم النحر ہے یعنی دسویں ذی الحجہ کا دن پھر اس کے بعد یوم القر یعنی گیارہویں ذی الحجہ یعنی منیٰ میں ٹھہرنے کا دن۔

اس فضیلت کا سبب کیا ہے؟ عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت کا سبب حافظ ابن حجر نے یوں بیان فرمایا ہے"والذي يظهر أن السبب في امتياز عشر ذي الحجة لمكان اجتماع امهات العبادة فيه وهي الصلاة والصيام والصدقة والحج، ولايتأتى ذلك في غيره" (۹) یعنی عشرۂ ذی الحجہ کی امتیازی شان وفضیلت کا سبب یہ ہے کہ ساری اہم ترین عبادتیں جیسے نماز، روزہ، صدقہ اور حج اسی عشرہ میں اکٹھا ہیں، اس کے علاوہ دیگر ایام میں یہ ساری عبادتیں یکجا نہیں ہوتی ہیں۔

یہ افضل ہے یا رمضان کا آخری عشرہ؟ اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخری عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت وعظمت زیادہ ہے یا رمضان کے آخری عشرہ کی، اس سلسلے میں محققین علماء کرام فرماتے ہیں کہ سال بھر کے دنوں میں افضل ترین ایام ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں، اس لیے کہ انہیں ایام میں یوم عرفہ ہے جو سال کے تمام دنوں سے افضل ہے اور اسی میں یوم النحر بھی ہے اور یوم الترویہ بھی، یہی رائے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اوران کے شاگرد رشید علامہ ابن القیم، حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن رجب کی بھی ہے۔(۱۰)

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت واہمیت آشکارہ ہوگئی، تو اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کی طرف بھی ارشاد ورہنمائی کردی جائے کہ آخر ان ایام میں کون سے اعمال اور کونسی عبادتیں ہیں جن پر محافظت ومواظبت مسلمان کا شیوہ ہونا چاہیے۔

عشرۂ ذی الحجہ اوراعمال مشروعہ: اس عشرہ میں مندرجہ ذیل اعمال مشروع ہیں: (۱) **ادائیگی حج وعمرہ:** حج کی فضیلت واہمیت مسلم ہے، یہ ایک عظیم عبادت ہے۔اس کا اجروثواب بلاحدوحساب ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں"من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته

امه" (۱۱) کہ جس نے حج کیا اور رفث وفسوق سے اپنے آپ کو پاک رکھا تو وہ اس طرح لوٹتا ہے جیسے کہ اس کی ماں نے اسے اس دن جنا ہو، ایک دوسری حدیث میں ہے "**العمرة إلى العمرة كفارة لما بينهما والحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة**" (۱۲) ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک (ان دونوں کے درمیان) کے لیے کفارہ ہے اور حج مبرور (ایسا حج جو ہر قسم کے گناہ ولغو سے پاک ہو) کا بدلہ صرف جنت ہے۔

حج ایک ایسی عظیم عبادت ہے جو صرف اسی عشرہ کے ساتھ خاص ہے لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ جب شروط پورے ہو جائیں اور رکاوٹیں ختم ہوں تو فوراً اس کی ادائیگی کریں کیونکہ بلا عذر تاخیر باعث گناہ ہے۔ راجح قول کے مطابق حج فی الفور واجب ہے لہٰذا تاخیر درست نہیں ہے۔ (۱۳)

(۲) **تکبیر وتحمید اور تهلیل**: ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام میں تکبیر وتہلیل اور تحمید مسنون اور مشروع ہے، ہر اس جگہ میں جہاں ذکر الٰہی جائز ہے مسلمان کو چاہیے کہ تکبیر وتہلیل اور تحمید سے اپنی زبان تر رکھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "**وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ**" {الحج:۲۸} اور ان مقررہ ایام میں اللہ کا نام لیا کریں ان چوپایوں پر جو اللہ نے انہیں بطور رزق عطا کیا ہے۔ اور ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں، حضرت ابن عباس سے یہی منقول ہے (۱۴) اور یہی قول ابو موسیٰ اشعری، مجاہد، قتادۃ، عطاء، سعید بن جبیر، حسن بصری، ضحاک، عطاء خراسانی اور ابراہیم نخعی سے بھی منقول ہے۔ (۱۵)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "**مامن ايام اعظم عندالله ولا احسب إليه العمل فيهن من هذه الأيام العشر فأكثروا فيهن من التهليل والتكبير والتحميد**" (۱۶) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعظمت اور جس دن میں عمل زیادہ محبوب ہو، ایام عشرۂ ذی الحجہ کے مقابلہ میں کوئی نہیں ہے لہٰذا ان دنوں میں **لا اله الا الله، الله اكبر اور الحمد لله** کا کثرت سے ورد کیا کرو۔

تکبیر کا کوئی خاص صیغہ اور صفت زبانِ رسالت سے وارد نہیں ہے بلکہ جو صیغے منقول ہیں وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے ماثور ہیں۔ تکبیر کا دو طریقہ ہے ایک مطلق یعنی ہر حالت میں اور ہر جگہ بازار میں ہوں یا گھر میں راستے میں ہوں یا کہیں اور ہر جگہ تکبیر کہتے رہیں یہ مطلق تکبیر کہلاتا ہے دوسرا طریقہ مقید کہلاتا ہے یعنی فرض نمازوں کے بعد تکبیر پکارنا (۱۷) تکبیر مطلق کا وقت ذی الحجہ کا چاند نکلنے سے شروع ہو جاتا ہے البتہ تکبیر مقید کا وقت عرفہ کے دن کے فجر سے شروع ہوتا ہے اور ایام تشریق کے آخری دن کے عصر تک رہتا ہے۔ (۱۸)

حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم بازار کی طرف نکل جاتے اور تکبیریں پکارتے جاتے، دوسرے لوگ بھی آپ کی تکبیر سن کر تکبیریں کہتے۔ (۱۹) یہ سنت آج تقریباً ختم ہوتی جارہی ہے، تکبیر مقید سے تو مساجد گونجتی ہیں لیکن تکبیر مطلق مثل عنقاء ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سنت کے احیاء کی توفیق ارزانی کرے۔ آمین۔

(۳) **قربانی**: یہ بھی ایک عظیم عبادت ہے جس کی مشروعیت کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "**فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ**" (الکوثر:۲) پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھئے اور نحر کیجئے، اور نحر سے مراد قربانی کرنا ہے اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نماز عید کی فراغت کے بعد اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کیا کرتے تھے۔ (۲۰)

امام ابن القیم فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ قربانی کرنا نہیں چھوڑتے تھے (۲۱) اور مسلمانوں کا اس کی مشروعیت پر اجماع ہے کہ یہ دین کے ظاہری شعائر میں سے ہے بلکہ بعض ائمہ نے اس کو واجب قرار دیا ہے (۲۲) لہٰذا حسب استطاعت اس عبادت کی ادائیگی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

(۴) **نماز عید**: عید کی نماز اسلام کے ظاہری شعائر میں سے ایک ہے۔ شریعت نے اس کی تلقین کی ہے۔ جمہور علماء کرام نے اسے سنت موکدہ قرار دیا ہے البتہ بعض محققین نے اس کو واجب کہا ہے جن میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۲۳) امام ابن القیم (۲۴) اور علامہ شوکانی (۲۵) رحمہم اللہ ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو اس کی ادائیگی میں کوتاہی اور سستی سے کام نہیں لینا چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ پوری زندگی اس کی ادائیگی کرتے رہے اور آپ نے اس کی اس قدر تاکید کی کہ حیض ونفاس والی عورتوں تک کو عیدگاہ جانے کا حکم دیا اور ان کو نماز میں نہیں بلکہ دعا میں شریک رہنے کی تلقین کی۔

(۵) **روزہ**: روزہ کی فضیلت کے لیے بھی کافی ہے کہ یہ اللہ کے لیے خاص ہے اور اس کا بدلہ صرف اللہ ہی کو معلوم ہے حدیث قدسی میں ہے "**كل عمل ابن آدم له الا الصيام هولي وانا اجزى به**" (۲۶) آدمی کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزہ کے، وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ لہٰذا اس عشرہ میں بکثرت روزہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(۶) **اعمال صالحه كااهتمام**: نیک عمل ہر وقت اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض اوقات واماکن کو افضل اور اشرف قرار دیا ہے ان ہی اوقات میں سے عشرۂ ذی الحجہ بھی ہے جس کے اندر نیک عمل کرنا اللہ تعالیٰ کو دوسرے دنوں کی بنسبت بہت زیادہ محبوب ہے، اور یہ نیک عمل صرف حج ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ نماز، تلاوت قرآن، ذکر واذکار، صدقہ خیرات، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، تعلیم وتدریس، صلہ رحمی، والدین کے ساتھ حسن سلوک اور مریض کی عیادت وغیرہ دیگر تمام امور نیک اعمال کو شامل ہیں۔

الغرض اس عشرہ میں ہر وہ کام جس کے کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے کرنا سب سے بہترین عمل ہے اور دوسرے ایام میں کرنے سے افضل ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان ایام کی اہمیت وفضیلت کو سمجھنے اور ان میں بیش از بیش اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حواشی: (۱) دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۵/۴۱۲ (۲) مصدر سابق (۳) لطائف المعارف ص:۴۷۰ (۴) فتح القدیر ۵/۴۳۲ (۵) صحیح بخاری ۱/۳۰۶ کتاب العیدین، باب فضل العمل فی ایام التشریق وسنن ابوداود ۲/۸۱۵ کتاب الصوم، باب صوم العشر، وهذ اللفظه (۶) سنن دارمی ۲/۴۱ کتاب الصوم، مشکل الآثار للطحاوی ۴/۱۱۴، علامہ البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے دیکھئے ارواء الغلیل ۳/۳۹۸ (۷) صحیح مسلم، کتاب الحج (۱۳۴۸) (۸) سنن ابوداود (۱۷۵۰) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح کی ہے دیکھئے صحیح ابوداود ۱/۳۳۱ (۹) فتح الباری ۲/۴۶۰ (۱۰) دیکھئے: مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ۲۵/۲۸۷، تفسیر ابن کثیر ۵/۴۱۲، لطائف المعارف :۴۵۹ (۱۱) صحیح بخاری باب فضل الحج المبرور ۱/۴۷۰,۴۷۱ (۱۲) صحیح بخاری کتاب العمرۃ ۱/۵۳۷ (۱۳) دیکھئے: الاختیارات الفقهیة ص:۱۱۵ (۱۴) امام بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے کتاب العیدین، فضل العمل فی ایام التشریق ۱/۳۰۶، اور بیہقی نے سنن کبریٰ ۵/۲۲۸ میں روایت کیا ہے اور امام نووی نے اس کی تصحیح کی ہے دیکھئے: المجموع ۸/۳۸۲ (۱۵) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر ۵/۴۱۱ (۱۶) مسند احمد ۲/۵، معجم الطبرانی الکبیر ۱۱/۸۲،۸۳، حافظ ہیثمی فرماتے ہیں رجالہ رجال الصحیح المجمع ۴/۱۷ (۱۷) کشاف القناع ۲/۵۷، ۵۸ (۱۸) الشرح الممتع ۵/۲۱۱ (۱۹) دیکھئے صحیح بخاری ۱/۳۰۶ تعلیقاً (۲۰) دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۸/۵۲۴ (۲۱) زاد المعاد ۲/۳۱۷ (۲۲) فتح الباری ۱۰/۵ (۲۳) فتاوی شیخ الاسلام ۲۳/۳۱۱ (۲۴) کتاب الصلاۃ ص:۲۹ (۲۵) دیکھئے: السیل الجرار ۱/۳۱۵ (۲۶) صحیح مسلم کتاب الصیام، فضل الصیام ۲/۸۰۶۔

☆☆

تحریر: فضیلۃ الشیخ الدکتور
حمد بن ابراہیم الحیدری حفظہ اللہ

ترجمہ: عبدالولی عبدالقوی، سعودی عرب

حج مبرور-فضیلت اور اسباب

ہر حاجی بھائی کا مطمح نظر یہی ہوتا ہے کہ وہ مبرور حج کے ساتھ اپنے وطن کو واپس لوٹے (تو آیئے ہم جانتے ہیں) کہ مبرور حج کیا ہے؟

اولاً: " بِر " کا معنی:

خیر و بھلائی کی کثرت کو " بِر " کہتے ہیں اور شریعت اسلامیہ میں اس سے دو معانی مراد لئے جاتے ہیں۔

پہلا معنی: ہر نیکی کے کام کے بجالانے کو بر کہا جاتا ہے اور اس کا ضد گناہ ہے:

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَـكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاء والضَّرَّاء وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَـئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَـئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ (بقرة:۱۷۷)

ساری اچھائی مشرق و مغرب کی جانب منہ کرنے ہی میں نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکاۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

دوسرا معنی: اچھے اخلاق اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کو "بر" کہا جاتا ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"البر حسن الخلق" "بر" اچھے اخلاق کو کہتے ہیں۔

اور حج میں "بِـر" کا معنی یہ ہے جیسا کہ ابن خالویہ نے کہا: کہ حج مبرور سے مراد مقبول حج ہے۔

اور بعض اہل علم نے کہا: کہ مبرور حج اس حج کو کہتے ہیں جو ہر طرح کے گناہ سے خالی ہو، امام نووی رحمہ اللہ نے اس معنی کو راجح قرار دیا ہے۔

اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ سبھی اقوال باہم ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، چنانچہ مبرور حج اس حج کو کہتے ہیں جس کے جملہ احکام پورے طور پر انجام دیئے گئے ہوں اور شرعاً مطلوب کامل طریقہ سے انجام پایا ہو۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "متعدد اقوال میں سے آخری قول سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر حاجی (باعتبار نیک اعمال کے) پہلے سے بہتر حالت میں لوٹا، تو یہ اس کے حج کے مبرور ہونے کی پہچان ہے"۔

چنانچہ (مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں) کہا جا سکتا ہے کہ مبرور حج وہ ہے جو شرعی طریقہ سے انجام دیا گیا ہو، شہوت کے امور، فسق و فجور اور لڑائی جھگڑے سے محفوظ ہو اور حاجی اپنے حج کے دوران لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا ہو۔ اللہ تعالی بہتر جانتا ہے۔

حج مبرور کی فضیلت:

حج مبرور کی فضیلت سے متعلق متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنا درمیان کی خطاؤں کے لئے کفارہ ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں۔

۲۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، کہا گیا پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، عرض کیا گیا، اس کے بعد؟ فرمایا: حج مبرور۔ (بخاری ومسلم)

۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم آپ کے ساتھ غزوات اور جہاد میں شریک نہ ہوں؟ فرمایا: تمہارے لئے بہترین جہاد حج مبرور ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے یہ بات سننے کے بعد کہا کرتی تھیں، میں کبھی حج کا ناغہ نہیں کروں گی۔ (بخاری)

۴۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے

سنا جس نے حج کیا اور شہوانی باتوں اور فسق وفجور سے بچا، وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوکر لوٹتا ہے، جیسے اس دن پاک تھا جب اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔

حج مبرور کے اسباب:

حج مبرور کے اسباب کا خلاصہ مندرجہ ذیل سطور میں پیش کیا جاسکتا ہے:

۱۔حاجی اپنے حج کے ذریعہ اللہ کی رضا وخوشنودی چاہتا ہو، اس کا مقصد ریا ونمود، شہرت اور فخر ومباہاۃ نہ ہو۔

۲۔حاجی اپنی عبادت کو صحیح طور پر انجام دینے کا حریص ہو، چنانچہ وہ اس کی ادائیگی میں نبی ﷺ کے طریقہ کی جستجو کرے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" خذوا عنی مناسککم" مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو۔

اور یہ دونوں اوصاف یعنی عمل کا اللہ کے لئے خالص ہونا اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی پیروی کرنا عمل صالح کے رکن ہیں، لہذا ہر عمل کی قبولیت کے لئے ان دونوں شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاء رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدا﴾

لہذا جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

۳۔حج مبرور کے اسباب میں سے پاکیزہ مال کا استعمال کرنا ہے، کیوں کہ اللہ تعالی پاکیزہ ہے، پاکیزہ ہی کو قبول فرماتا ہے، لہذا ایک بندہ مسلم اس بات کا حریص ہو کہ مال حج اس کی پاکیزہ ترین کمائیوں میں سے ہو کیوں کہ حج بدنی ومالی عبادت ہے، لہذا مال وبدن دونوں میں حج کو مبرور بنانے کی حرص ضروری ہے۔

۴۔بکثرت اللہ تعالی کا ذکر کرنا، کیوں کہ اللہ تعالی نے بہت سے اوقات میں بکثرت ذکر کی ترغیب دی ہے، انھیں میں سے ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا:﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ﴾ (الحج:۲۸) اور ان مقررہ دنوں (ایام تشریق) میں اللہ کا نام یاد کریں۔

۞ اسی طرح عرفات سے لوٹنے کے بعد:

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُواْ اللّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ﴾ جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور اس کا ذکر جیسے کہ اس نے تم کو ہدایت دی۔ اور مشعر حرام سے مراد مزدلفہ ہے۔

۞ اعمال حج کو مکمل کر لینے کے بعد:

اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُواْ اللّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرا﴾ پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو، تو اللہ تعالی کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپ داداؤں کا ذکر کیا کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

۞ ایام تشریق میں:

اللہ تعالی نے فرمایا:﴿وَاذْكُرُواْ اللّهَ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ﴾ اللہ تعالی کا ذکر ان گنتی کے چند دنوں (ایام تشریق) میں کرو۔

بلکہ نبی ﷺ نے واضح فرمایا: کہ خانۂ کعبہ کے طواف، صفا ومروہ کی سعی اور جمرات کو کنکریاں مارنے کی حکمت اللہ عزوجل کے ذکر کو قائم کرنا ہے۔

جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خانۂ کعبہ کا طواف، صفا اور مروہ کی سعی اور جمرات کو کنکریاں مارنا اللہ عزوجل کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔(مسند احمد)

۵۔حج مبرور کے اسباب میں سے "عج" اور "ثج" ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ افضل حج "عج" اور "ثج" ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

"عج" کا معنی: بآواز بلند تلبیہ وتکبیر پڑھنا۔

"ثج" کا معنی: قربانیوں کا خون بہانا۔

۶۔حج مبرور کے اسباب میں سے شہوانی باتوں، فسق وفجور اور ہر گناہ کے کام سے پرہیز کرنا ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا:﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوقَ وَلاَ جِدَالَ فِيْ الْحَجِّ﴾ حج کے مقرر مہینے ہیں، لہذا جو شخص ان میں حج لازم کرلے، وہ شہوانی کاموں، فسق وفجور اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے۔

اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان گذرا: "جس نے حج کیا اور شہوانی باتوں اور فسق وفجور سے بچا، وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے، جیسے اس دن پاک تھا جب اسے اس کی ماں نے جنا تھا"۔

"رفث" کہتے ہیں جماع، اس کے پیشگی امور اور اس سے متعلق گفتگو کرنے کو اور "فسوق" عام گناہوں کو کہتے ہیں۔

۷۔حج مبرور کے اسباب میں سے "بر" کا دوسرا معنی ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے "بر" کی بابت ایک سوال کے جواب میں فرمایا: بر اچھے اخلاق کو کہتے ہیں۔(مسلم)

(بقیہ صفحہ ۱۷ پر)

عیدالاضحیٰ - احکام ومسائل

حافظ صلاح الدین یوسف

عن زید بن ارقم قال قال اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یارسول الله ماهذه الاضاحی قال سنة ابیکم ابراهیم (رواه احمد وابن ماجه، مشکوۃ باب فی الاضحیۃ)

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا: ''یہ قربانیاں کیا ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔''

قربانی کی اهمیت: عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من وجد سعة لان یضحی فلم یضح فلا یحضر مصلانا (الترغیب ج۲ص۱۵۵)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص قربانی کی استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو''۔

حضور ﷺ کا معمول: عن ابن عمر قال اقام رسول الله ﷺ بالمدینة عشر سنین یضحی (رواه الترمذی، مشکوة باب فی الاضحیة)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہرسال قربانی کی''۔

(۲) عن ابن عمر رضی الله عنه قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یذبح وینحر بالمصلی (رواہ البخاری، مشکوۃ، باب مذکور)

''رسول اللہ ﷺ عیدگاہ میں ہی اپنی قربانی ذبح ونحر فرمایا کرتے تھے''۔

(۳) عن ابی سعید قال کان رسول الله ﷺ یضحی بکبش اقرن فحیل ینظر فی سواد ویاکل فی سواد ویمشی فی سواد (رواہ الترمذی وابوداؤدوالنسائی وابن ماجہ، مشکوۃ باب مذکور)

''رسول اللہ ﷺ ایسا مینڈھا ذبح کرتے جوموٹا تازہ، سینگوں والا ہوتا اور جس کی آنکھیں، منہ اور ٹانگیں سیاہ ہوتیں۔''

عیدالاضحی کا بهترین عمل: عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی الله من اهراق الدم (مشکوة)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی والے دن اللہ کو کوئی عمل اتنا زیادہ محبوب نہیں جتنا خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) کا عمل ہے۔''

شرف قبولیت: وان الدم لیقع من الله بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بها نفسا (مشکوۃ) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قربانی کے اس عمل کو اللہ تعالیٰ زمین پر قطرہ خون کے گرنے سے پہلے ہی شرف قبولیت سے نواز دیتا ہے پس تم خوشی خوشی اللہ کی راہ میں قربانیاں پیش کیا کرو۔

قربانی کا اجر وثواب: قالوا فما لنا فیها یا رسول الله قال بکل شعرة حسنة قالوا فالصوف یا رسول الله قال بکل شعرة من الصوف حسنة (مشکوة)

''صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے لیے اس قربانی میں کتنا اجروثواب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ''ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے'' صحابہ نے پھر سوال کیا کہ دنبہ، بھیڑ اور اونٹ وغیرہ کی اون کا کیا حکم ہے؟ فرمایا ''اون کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی بارگاہ خداوندی سے ملے گی''۔

قربانی سنت مؤکدہ هے: قربانی واجب ہے یا سنت؟ محدثین اس کے سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے آکر سوال کیا: الاضحیة واجبة هی (کیا قربانی واجب ہے؟) اس کے جواب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ضحی رسول الله صلی الله علیه وسلم والمسلمون. (جامع ترمذی ج۱ص۱۸۲)

''آں حضرت ﷺ نے قربانی کی اور تمام مسلمان کرتے رہے''۔ سائل نے اپنے خیال میں اس جواب کو ناکافی سمجھ کر پھر سوال کو دہرایا۔ آپ نے اس کے دوبارہ سوال کا پھر یہی جواب دیا۔ اس پر امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ والعمل علی هذا عند اهل العلم ان الاضحیة لیست بواجبة ولکنها سنة من سنن النبی ﷺ (حوالہ مذکور) یعنی ''اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ قربانی ضروری نہیں بلکہ آں حضرت ﷺ کی سنت ہے'' تاہم اس سنت کا مؤکدہ ہونا اس سے واضح ہے کہ نبی ﷺ دس سال مدینہ میں رہے۔ اور آپ ﷺ برابر قربانی کرتے رہے۔ اقام رسول الله ﷺ بالمدینة عشر سنین یضحی (رواہ الترمذی)

عیب دار جانور، جن کی قربانی جائز نهیں: عن علی قال امره رسول الله ﷺ ان نستشرف العین والأذن وان لا نضحی بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء. (مشکوة)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جانور قربانی میں ذبح نہ کیے جائیں۔''

مقابلہ: جس کے کان اوپر کی جانب سے کٹے ہوئے ہوں۔

مدابرۃ: جس کے کان نیچے کی طرف سے کٹے ہوئے ہوں۔
شرقاء: جس کے کان چرے ہوئے ہوں لمبائی میں
خرقاء: جس کے کان میں گول سوراخ ہو۔

نهى رسول الله ﷺ ان نضحى باعنب القرن والاذن (مشکوۃ)
جس جانور کا نصف یا زیادہ سینگ اندرونی حصہ سے چلا گیا ہو۔
جس جانور کا کان کٹا ہوا ہو۔

ان رسول الله ﷺ سئل ماذا يتقى من الضحايا فاشار بيده فقال اربعا العرجاء البين ظلعها والعوراء البين عورها والمريضة البين مرضها والعجفاء التى لا تنقى (مشکوۃ)
لنگرا جانور، جس کا لنگڑا پن بالکل ظاہر ہو۔
کانا (بھینگا) جانور جس کا کانا پن واضح ہو۔
بیمار جانور، جس کی بیماری بالکل نمایاں ہو۔
کمزور اور لاغر جانور، جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو۔

لا يجوز من البدن العوراء ولا العجفاء (الطبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد ج:۴ص:۱۹)
وہ جانور جس کو خارش (کھجلی) ہو۔
وہ جانور جس کا تھن کٹا ہوا ہو۔

نهى رسول الله ﷺ عن المصفرة والمستاصلة والبخقاء والمشيعة والكسراء (مرعاۃ ج۲ص:۳۶۱)
مصفرۃ: جس کا کان اکھاڑ دیا گیا ہو اور اس کا سوراخ باقی ہو۔
مستاصلۃ: جس کا سینگ جڑ سے نکال دیا گیا ہو۔
بخقاء: جس کی آنکھوں کی بصارت زائل ہوگئی ہو۔
مشیعۃ: اتنا کمزور جو ریوڑ کے ساتھ چلنے پر بھی قادر نہ ہو۔
کسراء: جو بوجہ کمزوری کے کھڑا نہ ہو سکے یا پاؤں ٹوٹ جانے کی وجہ سے چل نہ سکے۔

قربانی کا جانور مسنہ ہو: آں حضرت ﷺ نے فرمایا: لاتذبحوا الامسنة الحديث ۔رواہ مسلم۔(مشکوۃ ص:۱۲۷) یعنی ”صرف دو دانتا جانور کی قربانی کرو“

اس حکم نبوی ﷺ کے مطابق بکرا بکری، اونٹ، گائے دو دانتے ہونے ضروری ہیں۔ ہاں بھیڑ کا جذعہ دو دانتا نہ ہو تو قربانی میں ذبح کیا جا سکتا ہے لیکن یہ جذعہ ایک سال سے کم نہ ہو۔

ایک ضروری وضاحت: خیال رہے کہ مسنہ کا مطلب بڑی عمر کا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ جانور (بکرا، گائے اور اونٹ) جو دو دانت نکال لیں۔ اور مختلف ملکوں کے اعتبار سے جانوروں کے دو دانتا ہونے میں سالوں کا فرق واقع ہوا ہے۔ مثلاً کسی ملک میں گائے بکری دو سال کے بعد تیسرے سال میں دو دانت نکالتی ہے جبکہ ہمارے ملک میں بالعموم دوسرے سال میں دو دانتا ہو جاتی ہے۔ اونٹ پانچ سال کے بعد چھٹے سال میں دو دانتا ہو جاتا ہے اس لیے قربانی کے ان جانوروں میں سالوں اور عمروں کا اعتبار نہیں۔ بلکہ مسنہ (دو دانتا) ہونا ضروری ہے وہ جب بھی ہو۔

حاملہ جانور کی قربانی بھی جائز ہے: حاملہ (گابھن) جانور کی قربانی بھی جائز اور صحیح ہے۔ کیونکہ اس کی ممانعت کی کوئی صراحت نہیں ہے اس لیے بمصداق حدیث نبوی ﷺ ما سكت عنه فهو عفو، ایسے جانور کی قربانی جائز ہوگی۔

(۲) حاملہ جانور خریدنے کے بعد قربانی سے پہلے ہی اگر وہ بچہ دے دے تو قربانی والے روز ماں اور بچہ دونوں کو ذبح کر دیا جائے۔ تاہم یہ ایک ہی قربانی شمار ہوگی دو نہیں۔ اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک اثر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص الحبیر ج:۴ص:۱۴۶ طبع جدید میں بحوالہ سنن بیہقی نقل کیا ہے۔

(۳) گابھن (حاملہ) جانور کی قربانی کے بعد اس کے جنین (پیٹ سے نکلنے والے بچے) کی بھی ساتھ ہی قربانی کردے۔ زندہ نکلے تب بھی اور مردہ نکلے تب بھی، دونوں صورتوں میں حیوان مذبوح کے پیٹ سے نکلنے والا بچہ حلال ہے۔ فهو حلال باجماع الصحابة كما نقله الماوردی (حیوۃ الحیوان ج:۱ص۱۶ نیز دیکھئے اعلام الموقعین ج:۲ص:۱۷۳ طبع جدید)

احناف کے نزدیک بھی گابھن جانور کی قربانی جائز ہے۔ تاہم مکروہ ہے۔ اسی طرح بچہ زندہ نکلے تو وہ حلال ہے۔ لیکن مردہ بچہ حلال نہیں ہے۔ (عزیز الفتاوی دارالعلوم دیوبند ج:۱ص:۱۹۷)

خصی ہونا عیب نہیں ہے: خصی جانور کی قربانی بلا کراہت جائز ہے۔ خود آں حضرت ﷺ نے دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی تھی۔ ذبح النبي صلى الله عليه وسلم يوم الذبح كبشين املحين موجوئين (الحدیث سنن ابی داؤد ج:۲ص:۳۰)

اگر تعیین کے بعد عیب دار ہوجائے؟ اگر جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی نمایاں اور واضح عیب پیدا ہو جائے مثلاً نصف سے زیادہ کان کٹ گئے۔ کانا ہو گیا یا ظاہراً لنگڑا ہو گیا یا سینگ ٹوٹ گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلے میں بعض علماء مسند احمد کی ایک حدیث کے مطابق ایسے جانور کی قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے قربانی کے لیے ایک دنبہ خریدا، ایک بھیڑیئے نے اس پر حملہ کرکے اس کی چکی کاٹ لی۔ صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اسی جانور کی قربانی کرڈالو (ضح بہ) لیکن دیگر بعض علمائے محققین اس حدیث سے استدلال درست نہیں سمجھتے کیوں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ ان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ، امام شوکانی رحمہ اللہ اور صنعانی صاحب سبل السلام جیسے اساطین علم وفن شامل ہیں۔

بنابریں جو شخص صاحب حیثیت ہو، اس کے لیے زیادہ صحیح اور احوط یہی ہے کہ وہ مزید کچھ رقم خرچ کرکے بے عیب جانور لے کر قربانی کرے۔ البتہ نادار آدمی جو جانور بدلنے کی صورت میں نقصان برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا اس کے

لیے گنجائش نکل سکتی ہے۔

فوت شدہ کی طرف سے قربانی کا حکم: فوت شدہ لوگوں کی طرف سے قربانی کے ثبوت میں بعض حدیثیں آتی ہیں جن سے کئی علماء میت کی طرف سے قربانی کے جواز پر استدلال کرتے ہیں جیسے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں آیا ہے کہ وہ امت کی طرف سے بھی ایک قربانی دیا کرتے تھے (مجمع الزوائد ج:۴ص:۲۲) یا جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ وہ دو جانوروں کی قربانی دیا کرتے تھے۔ایک اپنی طرف سے اور ایک نبی ﷺ کی طرف سے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے نبی ﷺ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے (ترمذی ص:۱۸۰) لیکن دوسرے بعض علماء کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے قربانی دینے کے جواز پر دلالت کرنے والی حدیثیں ضعیف ہیں اس لیے وہ کہتے ہیں کہ اگر میت کی طرف سے قربانی کی جائے تو اس کا سارا گوشت فقراء میں تقسیم کردیا جائے خود نہ کھائے (ملاحظہ ہو تحفۃ الاحوذی ج:۲ص:۳۵۴)

قربانی کا جانور خود ذبح کرے: قربانی کا جانور خود ذبح کرنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کیا کرتے تھے۔اگر کسی وجہ سے کوئی خود قربانی ذبح نہ کرے تو ذبح کے وقت اس کے پاس موجود ضرور رہے۔

بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ قربانی کے جانور اپنے ہاتھ سے خود ذبح کریں۔اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت بھی اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرسکتی ہے۔

قربانی کا گوشت خود بھی کھائے دوسروں کو بھی کھلائے: قربانی کا گوشت خود کتنا کھائے اور کتنا تقسیم کرے،اس کی کوئی حد کسی نص صریح سے ثابت نہیں۔البتہ بعض علماء نے قرآن کی اس آیت فکلوا منها واطعموا القانع والمعتر (سورہ الحج) قربانی کے گوشت سے خود بھی کھاؤ، خود دار محتاج اور سوالی کو بھی کھلاؤ کے تحت لکھا ہے کہ گوشت کے تین حصے کرلیے جائیں۔ایک اپنے لئے، دوسرا احباب و متعلقین کے لئے اور تیسرا فقراء و مساکین کے لیے وقد احتج بهذه الآية الكريمة من ذهب من العلماء الى ان اضحية تجزأ ثلاثة فثلث لصاحبها ياكله وثلث يهديه لا صحابه وثلث يتصدق به على الفقراء (تفسیر ابن کثیر ج:۳ص:۲۲۳)

غیر مسلم کو بھی قربانی کا گوشت دیا جاسکتا ہے: قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جاسکتا ہے۔کیونکہ قرآن مجید کا یہ حکم واطعموا القانع والمعتر (سوالی اور غیر سوالی دونوں کو قربانی کے گوشت سے کھلاؤ) عام ہے جس میں غیر مسلم بھی شامل ہیں۔

پورے گھر کے لیے ایک جانور کافی ہے: عن عطاء بن يسار سألت ابا ايوب الانصارى كيف كانت الضحايا فيكم على عهد رسول الله ﷺ يضحى بالشاة عنه وعن اهل بيته ...رواه ابن ماجه والترمذى وصححه (نيل الاوطار ج:٥ص:١٣٦)

''عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ کی قربانیاں کیسی ہوتی تھیں؟ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آدمی اپنی طرف سے اور گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کیا کرتا تھا۔

ذبح کرنے کا وقت: عن انس قال قال النبى ﷺ يوم النحر من كان ذبح قبل الصلوة فليعد متفق عليه وللبخارى من ذبح قبل الصلوة فانما يذبح لنفسه من ذبح بعد الصلوة فقد تم نسكه واصاب سنة المسلمين (نيل الاوطار ج:٥ص١٤٠)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز عید سے پہلے اپنی قربانی ذبح کردی ہوا سے دوبارہ قربانی کرنی چاہیے۔اور صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔''جس شخص نے نماز عید سے قبل ہی قربانی ذبح کردی وہ اس کے اپنے ہی نفس کے لیے ہے (یعنی قربانی کے اجر وثواب سے وہ محروم ہے) اور جس نے نماز کے بعد قربانی ذبح کی۔اس نے اپنی قربانی پوری کرلی اور مسلمانوں کے طریقے کو اس نے پالیا۔''

اس سے فقہ حنفی کے اس مسئلے کی تردید ہوجاتی ہے کہ اہل دیہات نماز فجر کے بعد اپنی قربانیاں ذبح کرسکتے ہیں۔ان کے لیے نماز عید کا انتظار کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ ان پر عید کی نماز فرض ہی نہیں۔لیکن یہ بات صحیح نہیں۔عید کی نماز اہل دیہات اور اہل شہر دونوں پر فرض ہے۔اس لیے نماز عید سے پہلے اور نماز فجر کے بعد کسی کے لیے بھی (دیہاتی ہو یا شہری) قربانی کرڈالنا صحیح نہیں۔یہ گویا قربانیوں کو ضائع کرنا ہے۔

قربانی کتنے دن تک جائز ہے: قربانی کرنی اگرچہ یوم النحر یعنی بقرعید والے دن سب سے بہتر ہے لیکن اس کے بعد بھی قربانی کرنی جائز ہے۔گو اس میں اختلاف ہے کہ قربانی کتنے دن تک جائز ہے؟ حدیث شریف کی رو سے (بقرعید یعنی ۱۰ذوالحجہ) کے بعد تین دن (۱۱۔۱۲اور۱۳ذوالحجہ) تک ہوسکتی ہے کیونکہ عید کے دن کو اصطلاح شرعی میں یوم النحر اور اس کے تین دنوں ۱۱۔۱۲اور۱۳کو ایام تشریق کہا جاتا ہے۔اور ان چاروں دنوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: واذكروا الله فى ايام معدودات (سورہ البقرہ) تفسیر ابن کثیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:الايام المعدودات ايام التشريق اربعة ايام يوم النحر وثلاثة بعده يعنى الايام المعدودات (گنتی کے چند دن) سے مراد ایام تشریق یعنی یوم النحر (بقرعید کا دن اور دسویں تاریخ) پھر تین دن اس کے بعد ہیں۔یعنی ۱۱۔۱۲اور۱۳فقہ حنفیہ کی مشہور اور متداول کتاب ہدایہ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ایام تشریق تین دن ہیں۔۱۱۔۱۲اور۱۳(ملاحظہ ہو کتاب الاضحیۃ ص۴۳۰آخرین طبع لکھنؤ) جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے بھی غنیۃ الطالبین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایام معدودات کی یہی تفسیر نقل فرمائی ہے (ص۵۰مطبوعہ، لاہور۱۳۰۹ھ) پس جب یہ ثابت ہوچکا کہ یوم النحر (قربانی کے دن۱۰ذوالحجہ) کے علاوہ ایام تشریق تین دن ہیں یعنی ۱۱۔۱۲اور۱۳جن میں ذکر الٰہی

یعنی فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کہی جاتی ہیں۔الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ایام تشریق قربانی کے دن بھی ہیں جن میں قربانی ذبح کی جاسکتی ہے چنانچہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال کل ایام التشریق ذبح رواه احمد وابن حبان فی صحیحه (تفسیر ابن کثیر سورة الحج ونصب الرایه ص:۲۱۲ ج:۴) ورواه ایضا الدارقطنی فی سننه (ص:۵۴۴ طبع دهلی) والامام البیهقی فی سننه الکبری (ص:۲۹۵-۲۹۶)مع ذکر روایات اخری یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے وبه قال الشافعی رحمه الله (تفسیر آیۃ مذکورہ) وتفسیر سورۃ البقرۃ میں لکھا ہے۔ان الراجح فی ذلك مذهب الشافعی کہ اس مسئلہ میں راجح امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک ہے۔وهو ان وقت الاضحیة من یوم النحر الی اخرایام التشریق اوروہ یہ ہے کہ ایام تشریق کے آخری دن (۱۳ ذوالحجہ) تک قربانی کی جاسکتی ہے۔

(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔کتاب الام للامام الشافعی رحمه الله ج:۲ ص:۱۹۱ طبع مصر، المغنی لابن قدامة رحمه الله ج:۱۱ ص:۱۱۴ نیل الاوطار للامام الشوکانی رحمه الله ج:۵ ص:۲۴۶، منتقی الاخبار لمجد الدین ابن تیمیة ج:۲ ص:۳۰۸)

کھالوں کا مصرف: عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال امرنی رسول الله ﷺ ان اقوم علی بدنه وان اتصدق بلحومها وجلودها واجلتها وان لا اعطی الجزار منها شیئا وقال نحن نعطیه من عندنا (متفق علیه، نیل الاوطار ج۶ ص۱۴۶)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں آپ کی قربانیوں کی نگرانی کروں اوران کے گوشت، کھالیں اور جلیں صدقہ کردوں، اورقصاب کوبطور اجرت ان میں سے کوئی چیز نہ دوں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چنانچہ قصاب کواجرت ہم الگ اپنی گرہ سے ادا کیا کرتے تھے''۔

کھالیں اپنے مصرف میں بھی لائی جاسکتی ہیں: عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه عن قتادة بن النعمان اخبره ان النبی صلی الله علیه وسلم قام فقال ولا تبیعوا لحوم الهدی والاضاحی وکلوا وتصدقوا واستمتعوا بجلودها ولا تبیعوها (رواه احمد ، نیل الاوطار ج۵ ص:۱۲۶)

''قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قربانیوں کا گوشت نہ بیچو۔اسے خود کھاؤ اورغریبوں کوکھلاؤ اور کھالوں کوبھی نہ بیچو۔البتہ تم خود اس سے فائدہ اٹھاسکتے ہو۔(یعنی اپنے استعمال میں لاسکتے ہو)۔

قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جاسکتا ہے؟ عن بریدة قال قال رسول الله ﷺ کنت نهیتکم عن لحوم الاضاحی فوق ثلاثة لیتسع ذوالطول علی من لا طول له فکلوا ما بدالکم واطعموا وادخروا (رواه مسلم والترمذی وصححه (نیل الاوطار ج:۵ ص:۱۴۴)

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا تاکہ صاحب حیثیت لوگ ان لوگوں تک اسے پہنچائیں جو بے حیثیت ہیں۔لیکن اب تمہیں اجازت ہے کہ جتنا خود کھاسکو، کھاؤ، دوسروں کوکھلاؤ اور ذخیرہ کرو''

یعنی ابتداء حضور اکرم ﷺ نے بوجہ کثرت غرباء ومساکین قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمادیا تھا تاکہ وہ غرباء تک زیادہ پہنچ سکے لیکن بعد میں جب مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے فراخی کردی تو آپ ﷺ نے انہیں اس کا ذخیرہ کرنے کی اجازت دے دی۔اب جن علاقوں میں باحیثیت افراد کی کثرت ہو، وہاں اس ادخار کے حکم پر عمل کیا جاسکتا ہے لیکن جہاں ایسے غرباء ومساکین کی کثرت ہو جو قربانی نہ کرسکتے ہوں تو وہاں ادخار کے بجائے یہ کوشش کرنا چاہیے کہ قربانی کا گوشت غرباء ومساکین کو زیادہ سے زیادہ پہنچے۔

عید کی رات کی فضیلت: احادیث میں نبی ﷺ نے عیدین کی رات کی عبادت کی بھی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے۔اوربعض روایتوں میں پانچ فضیلت والی راتیں بیان فرمائیں۔ایک لیلۃ الترویۃ یعنی آٹھ ذوالحجہ کی رات، دوسری عرفہ کی رات یعنی ۹/ذوالحجہ کی رات۔تیسری لیلۃ النحر یعنی ۱۰/ذوالحجہ (عیدالاضحیٰ) کی رات۔چوتھی عیدالفطر کی رات، پانچویں ۱۵/شعبان کی رات (الترغیب والترهیب ج:۲ص:۱۵۲)

تکبیرات عید: عیدین کے موقع پر زیادہ سے زیادہ اللہ کی تکبیر وتہلیل اورتسبیح وتحمید مشروع ہے۔ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: زینوا اعیادکم بالتکبیر (الترغیب ج۲:ص:۱۵۳)

اپنی عیدوں کو تکبیروں کے ساتھ مزین کرو' اسی لیے نماز عید کے لیے آتے جاتے راستوں میں تکبیرات پڑھنے کا حکم ہے۔عشرہ ذوالحجہ کے بارے میں بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل ملتا ہے کہ وہ ان دنوں کوچہ وبازار میں بآواز بلند تکبیرات پڑھتے جنھیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی تکبیرات پڑھنی شروع کردیتے (صحیح بخاری باب فضل العمل فی ایام التشریق) اور بقرعید کے سلسلے میں خاص طور پر ایک روایت کی بنیاد پر کئی علماء نے لکھا ہے کہ ۹/ذوالحجہ کی صبح کی نماز سے آخر ایام تشریق (یعنی ۱۳/ذوالحجہ کی عصر کی نماز) تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیرات پڑھنی چاہئیں۔(سنن دارقطنی، ج:۲:ص:۴۹ طبع جدید) یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے بلکہ حافظ ابن کثیر نے غیر مرفوع بھی کہا ہے (لایصح مرفوعا۔تفسیر ابن کثیر ج:اص:۱۴۵) تاہم دوسری روایات اورصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کوسامنے رکھتے ہوئے اس پر عمل

کیا جا سکتا ہے۔ نیز امام شوکانی رحمہ اللہ نے غالبًا روایت کے ضعف کے پیش نظر کہا ہے کہ یہ تکبیرات فرض نمازوں کے بعد ہی نہیں بلکہ ان ایام میں ہر وقت پڑھنی مستحب ہیں۔(نیل الاوطار ج:۳ص:۳۸۹)

تیز دھار چھری سے ذبح کیا جائے: جانور ذبح کرتے وقت اس امر کا بھی خیال رکھا جائے کہ چھری کند نہ ہو، چھری کی دھار اچھی طرح تیز کرلی جائے تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔اس بارے میں بھی حضور اکرم ﷺ نے ہمیں خاص ہدایت دی ہے۔(الترغیب ج:۲ص:۱۵۶)

بھینس کی قربانی: عرب بالخصوص حجاز (مکہ ومدینہ) میں بھینس نہ پائی جانے کی وجہ سے بھینس کے بارے میں بالخصوص قرآن وحدیث میں کوئی صراحت نہیں ہے، غیر عرب علاقوں میں بھینس پائی جاتی ہے تاہم بعض علمائے لغت نے اسے گائے ہی کی ایک قسم قرار دیا ہے۔جیسے علامہ دمیری رحمہ اللہ حیوۃ الحیوان میں لکھتے ہیں۔الجاموس واحد الجواميس فارسى معرب حكمه وخواصه كالبقر (ج:۱ص:۱۸۳)

جاموس واحد ہے جس کی جمع جوامیس ہے، یہ لفظ فارسی معرب ہے…اس کا حکم اورخواص گائے کی مانند ہی ہے''لسان العرب میں ہے۔ والجاموس نوع من البقر دخیل وجمعہ جوامیس فارسی معرب (ج:۶ص:۴۳)المغرب فی ترتیب المعرب (لابی الفتح ناصر الخوارزمی متوفی ۶۱۶ھ) میں ہے والجاموس نوع من البقر (ص:۸۹، طبع بیروت) مصباح المنیر میں ہے والجاموس نوع من البقر کانہ مشتق من ذلک (ج:اص:۱۳۴،طبع مصر)

اسی طرح بعض محدثین نے بھینس کو حکم زکوۃ میں گائے کے حکم میں رکھا ہے یعنی گائے میں زکوۃ کا جو حساب ہوگا اسی حساب سے بھینسوں میں سے زکوۃ ادا کی جائے گی۔جیسے امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے قال مالك فى العراب والبخت والبقر والجواميس نحو ذلك (مؤطا امام مالک مع شرح مسوی ومصفی ج:اص:۲۱۳) یعنی جس طرح بکری سے زکوۃ لینے کی تفصیل بیان کی گئی ہے ایسے ہی عربی اونٹوں بختی اونٹوں اورگایوں اوربھینسوں سے زکوۃ وصول کی جائے گی، بعض اورتابعین سے بھی اسی امر کی صراحت ملتی ہے کہ بھینس حکم زکوۃ میں گائے پر محمول ہوگی (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الزکاۃ ج:۳ص:۲۲۱)

احناف نے (غالبًا) اسی مشابہت حکم زکوۃ کی بنا پر اسے حکم قربانی میں بھی گائے کے حکم پر محمول کرلیا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور اورمعتبر کتاب ہدایہ میں ہے۔ ويدخل فى البقر الجاموس لانه من جنسه (ج:۲ص:۴۳۳ کتاب الاضحیۃ) یعنی قربانی میں بھینس گائے کا حکم رکھتی ہے۔کیونکہ یہ اس کی جنس سے ہے۔''

تاہم یہ استدلال زیادہ مضبوط نہیں۔بھینس کے حکم زکوۃ میں گائے کے مثل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ گائے کی قربانی میں بھی ضرور اس کے مثل ہو۔اسی طرح ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے۔الجاموس فى الاضحية عن سبعة یعنی بھینس کی قربانی سات آدمیوں کی طرف سے ہوسکتی ہے۔'' یہ روایت کنوز الحقائق میں مسند فردوس دیلمی کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اورفردوس دیلمی کی اکثر روایات اہل علم وتحقیق کے نزدیک ضعیف اور غیر معتبر ہیں۔کنزل العمال کے مقدمہ میں جن چار کتابوں کی روایتوں کو بحوالہ حافظ سیوطی رحمہ اللہ علی العموم کمزور کہا گیا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے (ج:اص:۳) اس لیے مذکورہ روایت کی سند کی جب تک تحقیق نہ ہو۔اس سے استدلال صحیح نہیں۔

بہرحال احناف بھینس اوربھینسے (کٹے) کی قربانی کے جواز کے اسی لیے قائل ہیں کہ انہوں نے اسے گائے کی جنس سے شمار کیا ہے اورشاید اسی وجہ سے فتاوی ثنائیہ میں ایک سوال کے جواب میں جواز کا فتوی دیا گیا ہے۔عبارت ہے۔

سوال:بھینس کی حلت کی قرآن وحدیث سے کیا دلیل ہے اوراس کی قربانی بھی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ قربانی جائز ہو تو استدلال کیا ہے۔حضور سرور کائنات ﷺ نے خود اجازت فرمائی ہے یا عمل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے۔

جواب: جہاں حرام چیزوں کی فہرست دی گئی ہے وہاں یہ الفاظ مرقوم ہیں۔ لا اجد فيما اوحى الى محرما على طاعم يطعمه الا ان يكون ميتة او دما مسفوحا الآية ان چیزوں کے سوا جس چیز کی حرمت ثابت نہ ہو، وہ حلال ہے۔بھینس ان میں نہیں (وہ حلال ہے) اس کے علاوہ عرب کے لوگ بھینس کو بقرہ (گائے) میں داخل سمجھتے ہیں۔(تشریح) حجاز میں بھینس کا وجود ہی نہ تھا پس اس کی قربانی سنت رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہوتی ہے نہ تعامل صحابہ سے ہاں اگر اس کو جنس بقر سے مانا جائے جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے (کمافی الهدایہ) یا عموم بهيمة الانعام پر نظر ڈالی جائے تو حکم جواز قربانی کے لیے یہ علت کافی ہے۔(ج:اص:۵۲۰)

مولانا عبدالقادر عارف حصاری رحمہ اللہ جماعت اہل حدیث کے ایک محقق عالم تھے۔ان کا بھی ایک فتوی کئی سال قبل ''الاعتصام'' (۸/نومبر ۱۹۷۴ء) میں شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے بھینس کی قربانی کے جواز میں دلائل مہیا فرمائے تھے۔

لیکن دوسری طرف بعض اہل سنت بر بنائے احتیاط بھینس کی قربانی کے جواز کے قائل نہیں جیسا کہ مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی رحمہ اللہ نے لکھا ہے چنانچہ وہ اس سوال کے جواب میں کہ کیا بھینسے (کٹے) کی قربانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ لکھتے ہیں۔

قرآن مجید پارہ ۸رکوع ۴ میں بهيمة الانعام کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں۔دنبہ بکری اونٹ گائے۔بھینس ان چار میں نہیں اورقربانی جائز نہیں۔ہاں زکوۃ کے مسئلے میں بھینس کا حکم گائے والا ہے۔یاد رہے کہ بعض مسائل احتیاط کے لحاظ سے دوجہتوں والے ہوتے ہیں۔اورعمل احتیاط پر کرنا پڑتا ہے…ایسا ہی بھینس کا معاملہ ہے۔اس میں بھی دونوں جہتوں میں احتیاط پر عمل ہوگا۔زکوۃ ادا کرنے میں احتیاط ہے اورقربانی نہ کرنے میں احتیاط ہے اس بناء پر بھینس کی قربانی جائز نہیں۔اوربعض نے خود یہ لکھا ہے کہ الجاموس نوع من البقر یعنی بھینس گائے کی قسم ہے۔یہ بھی اسی زکوۃ کے لحاظ سے صحیح ہوسکتا ہے۔یہ ظاہر ہے کہ بھینس دوسری جنس سے ہے'' (فتاوی اہل حدیث ج:۲ص:۴۲۶-۴۲۷)

اس تفصیل سے واضح ہے کہ علمائے اہل حدیث کے یہاں دونوں باتیں ہیں اس لیے اس مسئلے میں تشدد اختیار کرنا صحیح نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص بربنائے احتیاط بھینس کی قربانی کے جواز کا قائل نہ ہوتو اسے یہ رائے رکھنے اور اس پرعمل کرنے کا حق حاصل ہے لیکن اگر کوئی شخص دیگر علماء کے مطابق بھینس کی قربانی کرتا ہے تو قابل مذمت وہ بھی نہیں۔ جواز کی گنجائش بہرحال موجود ہے۔ کیونکہ بہت سے علمائے لغت نے اسے گائے کی جنس سے ہی قرار دیا ہے۔ جماعت کے ایک اور محقق عالم، نامور محدث اور فاضل شہیر مولانا عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ اپنی بے نظیر تالیف مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

والاحوط عندی ان یقتصر الرجل فی الاضحیۃ علی ماثبت بالسنۃ الصحیحۃ عملا وقولا وتقریرا ولا یلتفت الی مالم ینقل عن النبی ﷺ ولا الصحابۃ ولا التابعین رضی اللہ عنہم ومن اطمئن قلبہ بما ذکرہ القائلون باستنان التضحیۃ بالجاموس ذھب مذھبھم ولا لوم علیہ فی ذلک ھذا ما عندی واللہ اعلم

دیگر ضروری باتیں: عیدالاضحیٰ کی نماز بہ نسبت عیدالفطر کی نماز کے جلد پڑھ لینی چاہیے۔

عیدالاضحیٰ میں بہتر ہے کہ آدمی بغیر کچھ کھائے پیئے نماز کے لیے جائے اور آ کر کھائے۔

لباس اپنی حیثیت واستطاعت کے مطابق عمدہ پہنے۔ خوشبو وغیرہ بھی استعمال کرلی جائے۔

نماز عید کے بعد معانقہ کی جو رسم ہے یہ ایک عام رواج ہے۔ مسنون طریقہ نہیں ہے۔ مسنون طریقہ صرف سلام ومصافحہ ہے۔

قربانی رات کو بھی کی جاسکتی ہے اس سلسلے میں ایک حدیث جونہی کی بابت آئی ہے وہ سخت ضعیف ہے۔ اس لیے قابل استدلال نہیں (نیل الاوطار ج:۵ ص:۱۴۳)

عورتیں نماز عید میں بھی حاضر ہوں اور تکبیریں بھی پڑھیں۔ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، یوم النحر کو تکبیریں پڑھتی اور دیگر عورتیں بھی (صحیح بخاری۔ کتاب العیدین ص:۱۳۲)

نماز عید کے لیے آتے جاتے راستہ تبدیل کرلیا جائے۔

نماز کھلے میدان میں مسنون ہے اس کے لیے اذان کی ضرورت ہے نہ اقامت کی۔

اس میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ بارہ تکبیریں ہیں (پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ)

عید کا خطبہ بھی ضرور سننا چاہیے جو لوگ صرف نماز پڑھ کر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں وہ مسلمانوں کی اس اجتماعی دعا کے شرف سے محروم رہتے ہیں جس میں شمولیت کی حضور ﷺ نے بڑی تاکید کی ہے یہاں تک کہ حائضہ عورتوں کو بھی اسی نقطہ نظر سے عیدگاہ میں جانے کا آپ ﷺ نے حکم فرمایا تھا۔ تاہم خطیب کو بھی چاہیے کہ خطبہ مختصر دے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۱۱ کا)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے: "بِـر" آسان چیز ہے، ہشاش بشاش چہرہ اور نرم بات۔

"بِـــر" کے اس مفہوم کے حجاج غایت درجہ محتاج ہیں، چنانچہ حجاج پر ہمہ وقت خصوصا بھیڑ کی جگہوں اور نفسیاتی کوفت مثلاً طواف، سعی اور جمرات کو کنکریاں مارتے وقت واجب ہے کہ لوگوں سے بھلی بات بولیں اور اچھا برتاؤ کریں، اسی طرح گاڑیوں کی بھیڑ کے وقت ڈرائیور حضرات بھی اور نبی ﷺ کے اس فرمان کی تعمیل کریں۔

"السکینۃ..... السکینۃ" لوگو! سکون کو لازم پکڑو.....لوگو! سکون کو لازم پکڑو۔

یہ سب چیزیں اسی وقت ہوسکتی ہیں جب کہ حاجی صبر کو لازم پکڑے اور اس مقصد کو پیش نظر رکھے، جسے وہ اپنے حج کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ حج مبرور کی کامیابی کے ساتھ یہاں سے واپس لوٹے، تاکہ جنت سے فوزیاب ہوسکے جو حج مبرور کا بدلہ ہے، اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوکر لوٹے جس طرح اس کی ماں نے اسے جنا تھا، نیز اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی سے بہرہ یاب ہوسکے۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُواْ لاَ تُحِلُّواْ شَعَآئِرَ اللّهِ وَلاَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلاَ الْهَدْیَ وَلاَ الْقَلآئِدَ وَلا آمِّینَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَاناً ...﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالی کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو، نہ ادب والے مہینوں کی، نہ حرم میں قربان ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی، جو کعبہ کو جارہے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب کے فضل اور اس کی رضا جوئی کی نیت سے جارہے ہوں...۔

سلف صالحین رحمہم اللہ کا یہی حال تھا، مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: میں ایک سفر میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ ہوا تاکہ میں ان کی خدمت کروں، تو وہ میری ہی خدمت کرتے تھے۔

اور ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سفر میں اپنے ساتھیوں پر ایک دوسرے کی خدمت اور اذان کی شرط لگاتے تھے۔

جو شخص اپنے حج کے مقصد اور غرض وغایت کو ملحوظ خاطر رکھے اور اس کو محسوس کرے تو اس راہ میں آنے والی ہر مشقت وپریشانی اس پر آسان ہوجائے گی۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆

دین اخوت ومساوات

اسلام کا پیغام ہے پیغامِ محبت   یہ دینِ مساوات ہے یہ دینِ اخوت
ہے سارے زمانے کے لئے باعثِ رحمت   یہ دل سے مٹادیتاہے ہر رنج و کدورت
اس دین میں نفرت نہ تعصب نہ ستم ہے
اس دین میں مولاکا بڑا لطف و کرم ہے

ہر شی کی حقیقت یہ بتا دیتا ہے ہم کو   سامانِ بصیرت یہ عطا کرتا ہے ہم کو
یہ راہِ ہدایت پہ لگا دیتا ہے ہم کو   یہ ربّ دو عالم سے ملا دیتا ہے ہم کو
کشتی کو لگا دیتا ہے ساحل سے ہماری
یہ ہم کو ملا دیتا ہے منزل سے ہماری

یہ ہم کو بچاتا ہے ہر اک فتنۂ و شر سے   دنیا کی تباہی سے جہنم کے شرر سے
بے خوف بناتا ہے بجز ایک کے ڈر سے   آزادی دلاتا ہے ہر اک غیر کے در سے
یہ سجدہ کراتا ہے فقط ربِّ عُلا کا
یہ ہم کو بناتا ہے وفادار خدا کا

خالق نے بنایا ہے ہمیں اشرف و اکرم   کیوں اس کے سوا اور کسی در پہ جھکیں ہم
جو رب نے عطا کی ہے ہمیں شانِ معظم   اس شان کے شایان کریں کوششِ پیہم
پیشانی ہماری جو درِ ربّ پہ جھکے گی
ہیبت سے ہماری سبھی مخلوق ڈرے گی

آدم ہی کی اولاد ہیں عجمی ہوں کہ عربی   انسان سبھی بھائی ہیں ترکی ہوں کہ ہندی
وہ شیخ ہوں سید ہوں مغل ہوں کہ ہوں خلجی   کیوں کوئی کسی پہ کرے اظہارتعلّی
اس دین میں ہیں آدمی سب ایک برابر
ذرّیتِ آدم ہیں سبھی بھائی برادر

اسلام میں بھوکوں کو کھلانا بھی ہے نیکی   اس دین میں پیاسوں کو پلانا بھی ہے نیکی
علاج مریضوں کا کرانا بھی ہے نیکی   بھٹکوں کو صحیح راہ دکھانا بھی ہے نیکی
جس سے نہ ملے خیر مسلمان نہیں ہے
شر جس سے ملے صاحبِ ایمان نہیں ہے

ملعون ہے اس دین میں جو شخص ہے خود سر
جو فتنۂ وشر بغض وعداوت کا ہے پیکر
جو غیبت و بہتان و تجسس کا ہے خوگر
جو اپنے پڑوسی کو ستاتا ہے ستمگر
انسان کا ہمدرد جو انسان نہیں ہے
کافر ہے منافق ہے مسلمان نہیں ہے

جو پیار سے غیروں کو بھی مانوس کرے ہے
جو بھائی کی تکلیف کو محسوس کرے ہے
خود اپنے قصوروں پہ جو افسوس کرے ہے
دیوارِ تعلّی کو زمین بوس کرے ہے
جو صاحبِ کردار ہے محبوبِ خدا ہے
کردار کی عظمت پہ ہراک شخص فدا ہے

یارب تو ہمیں صاحبِ ایمان بنادے
کردار کا پاکیزہ مسلمان بنادے
اعمال میں اخلاق میں قرآن بنادے
جو سب کا بھلا چاہے وہ انسان بنادے
بندے ہیں ترے تیرے وفادار رہیں ہم
انسان ہیں انساں کے مددگار رہیں ہم

شمیم احمد انصار عمری، پرنسپل جامعہ محمدیہ کھیدوپورہ، مئو
Mob. 9305565538

قربانی کے مبارک موقع پر

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی اہم وگوناگوں سرگرمیوں کو جاری رکھنے میں بھرپور مدد فرمائیں

مرکزی جمعیت کے جملہ شعبہ جات اپنی اپنی جگہ فعالیت کا مظاہرہ کررہے ہیں۔المعہد العالی میں بھی بچوں کی تعلیم وتربیت اور تخصص کا بہترین انتظام ہے وہ اپنے مقاصد کی تکمیل میں رواں دواں ہے۔تعمیراتی عزائم کی تکمیل بھی شدہ شدہ ہورہی ہے۔تصنیف وتالیف کے میدان میں زبردست پیش رفت ہوئی ہے۔غرضیکہ تمام شعبے بحسن وخوبی اپنے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں لیکن ان تمام کی فعالیت وسرگرمی تیز کرنے میں آپ حضرات کا مالی تعاون کا کردار بھی کم اہم نہیں رہا ہے۔تمام محسنین واہل خیر اور جماعتی ہمدردی رکھنے والے حضرات سے پرخلوص گزارش ہے کہ قربانی کے مبارک موقع پر اپنا ایثار وجذبہ اور جمعیت کو چرم قربانی دینا ہرگز نہ بھولیں۔جہاں کہیں بھی قربانی کریں جمعیت کو یاد رکھیں۔مرکزی جمعیت کے استحکام کے لیے اپنا تعاون چیک یا ڈرافٹ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نام سے بنوائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c 629201058685, ICIC Bank (Chandni Chowk Branch) RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

آپ کے بھرپور مالی تعاون کا منتظر

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۶ Ph. 23273407, Fax No. 23246613

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مولانا کلیم اللہ عمری مدنی، استاذ و مفتی جامعہ دار السلام، عمر آباد

عید الاضحیٰ کا حقیقی پیغام

عید الاضحیٰ کا مقصد صرف یہی نہیں ہے کہ مومن، جانوروں (اونٹ، گائے اور بکری) کی قربانی پیش کردے، بلکہ عید الاضحیٰ کا حقیقی پیغام تو یہ ہے کہ ہم اس عید کی تاریخ کو یاد رکھیں، اس لئے کہ عید الاضحیٰ درحقیقت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مثالی زندگی کو یاد رکھنے ہی کا نام ہے، اس عید کا حقیقی پیغام تو یہ ہے کہ مومن کی زندگی میں ہر قسم کی قربانی مطلوب ہے، وقت کی قربانی، جان کی قربانی اور مال کی قربانی وغیرہ اور ہر قربانی میں اخلاص مطلوب ہے، جو قربانی اخلاص کے بغیر ہوگی اس کی قبولیت عند اللہ ناممکن ہوگی۔

اس دار فانی میں اللہ تعالی کے بعض محبوب بندے اس طرح بھی گذرے ہیں جن کا ذکر خیر تا قیامت باقی رہے گا کسی بھی آدمی کا ذکر خیر اس کے حسن عمل، اخلاص وللّٰہیت اور اس کی قربانیوں ہی کی بنیاد پر تابندہ رہتا ہے ان مبارک شخصیتوں میں سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہا السلام بھی ہیں جو ایک بت ساز، بت پرست اور بت فروش کے گھر بت شکن بن کر پیدا ہوئے اور توحید کے علم کو بلند فرما کر اللہ کے فرمانبردار اور چیدہ چنندہ بندوں میں سے ہوگئے جن کو رب ذوالجلال نے دنیا والوں کے لئے امام یعنی پیشوا رہبر و رہنما بنا دیا اور آپ کو ایسا خاص دوست بنا لیا جس دوستی میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا، اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت کو نمونہ بنا کر تا قیامت اقتداء کا حکم صادر فرمایا۔ ذیل میں ان امور کی طرف اشارہ مقصود ہے جو امت مسلمہ کے حق میں مفید اور قابل اتباع نمونے ہیں، اللہ تعالی ہمیں ان روشن پہلوؤں کو اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا ؕ وَلَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ شَاكِرًا لِّاَنۡعُمِهٖ ؕ اِجۡتَبٰهُ وَهَدٰٮهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ وَاٰتَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ؕ ثُمَّ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ (سورة النحل: ۱۲۰-۱۲۳) ترجمہ: بیشک ابراہیم (لوگوں کے) امام (اور) اللہ کے فرمانبردار اور یک طرفہ مخلص تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ اس کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، اللہ نے ان کو برگزیدہ کیا تھا اور (اپنی) سیدھی راہ پر چلایا تھا اور ہم نے اُن کو دنیا میں بھی خوبی دی تھی اور وہ آخرت میں بھی نیکوکاروں میں ہیں۔ پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ ملت ابراہیم حنیف کی پیروی کرو جو مشرکوں میں سے نہ تھے۔

۱۔ ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں سبق آموز پہلو بہت سارے ہیں انہی میں سے ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ کا رب ذوالجلال سے بڑا گہرا تعلق تھا بلکہ اللہ کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں دینے کے لئے ہمہ تن تیار رہتے تھے تن من دھن کی قربانیوں کی بے شمار مثالیں آپ کی زندگی میں ملتی ہیں جن کی طرف قرآن کریم اشارہ کرتا ہے۔

وَاِذِ ابۡتَلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهۡدِى الظّٰلِمِيۡنَ (سورة البقرة: ۱۲۴) اور جب اللہ نے چند باتوں میں ابراہیم کی آزمائش کی تو وہ ان میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ (اے اللہ) میری اولاد میں سے بھی (پیشوا بنائیو تو اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ ہمارا اقرار ظالموں کے لئے نہیں ہوا کرتا۔

۲۔ آزمائشوں میں سے ایک آزمائش یہ تھی کہ ظالم باشاہ نے آپ کی بیوی سارہ علیہا السلام پر زیادتی کی کوشش کی اللہ نے اس ظالم سے سارہ علیہا السلام کی دعاء و مناجات کی برکت سے آپ کی عصمت و عفت کی حفاظت فرمائی اور ظالم کو ناکام اور بے مراد کردیا آخر کار ظالم نے آپ کی خدا ترسی سے متأثر ہو کر ایک لونڈی ہاجرہ تحفہ میں عنایت فرمائی جسے سارہ علیہا السلام نے اپنے شوہر ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ کردیا جن کے بطن سے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام پیدا ہوئے آگے چل کر نبی کریم ﷺ کا سلسلۂ نسب آپ سے جا ملتا ہے۔

۳۔ تیسری آزمائش یہ تھی کہ عمر عزیز کی کئی بہاریں گذرنے کے باوجود اولاد کی نعمت نصیب نہیں ہوئی لیکن آپ مایوس نہیں ہوئے آخر کار اللہ تعالی نے بڑھاپے میں اسماعیل علیہ السلام جیسی فرمانبردار اولاد عطا فرمائی۔ نیز یہ بھی ایک سبق ہے کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے اور انبیاء کبھی مایوس نہیں ہوا کرتے اس لئے کہ مایوسی کفر ہے۔

ایک آزمائش یہ بھی تھی کہ اسی بڑھاپے کے شیر خوار بچہ اور بیوی ہاجرہ علیہا السلام کو بیاباں میں چھوڑ کر واپس لوٹنے کا حکم ملا تو آپ نے جگر تھام کر اس حکم کی تعمیل فرمائی اس لئے کہ ہر حکم الہی کی مصلحت سے فوراً آگاہ ہونا ضروری نہیں ہوتا بندہ حکم الہی کے تابع اور پابند ہے۔

۴۔ چوتھی آزمائش یہ تھی کہ اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم خواب کے ذریعہ ملا چونکہ انبیاء کا خواب بھی وحی الہی کے درجہ میں ہوتا ہے، خواب پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوئے۔ والد ماجد اپنے لخت جگر کو ذبح کرنے کو تیار تو نور نظر ذبح ہونے کو تیار تھے آخر کار اللہ کو یہ ادا اتنی پسند آئی کے اس عمل کو سنت ابراہیمی بنا کر قیامت تک کے لئے قابل عمل بنا دیا۔

۵۔ پانچویں آزمائش یہ تھی کہ آپ کا گھرانہ مشرکانہ تھا باپ بت تراش، بت فروش اور بت پرست بھی تھا ایسے ماحول میں توحید پر باقی رہتے ہوئے توحید کی طرف دعوت دینا اور بتوں کی لعنت سے دور رہنے کی تعلیم دینا معمولی بات نہ تھی بلکہ یہ عزیمت کے کاموں میں سے ایک کام تھا جس کو اولوالعزم پیغمبر ہی کرسکتے تھے اور باپ کو اس دلدل سے نکالنے کی بھرپور کوشش بھی کیا کرتے تھے مگر مشرک باپ کے ساتھ نرمی، شفقت اور محبت کا معاملہ کیا کرتے تھے۔ آپ نے شرک سے نفرت کی اور

برائت کا اظہار فرمایا مگر مشرک باپ کے ساتھ حسن سلوک باقی رکھا، آج بھی یہی اسلامی تعلیم مطلوب ومقصود ہے کہ شرک سے نفرت ہولیکن مشرک قابل رحم ہے، اسے دوزخ سے بچانے کی فکر ہر مسلمان کو ہونا ضروری ہے نیز مشرک والدین سے صلہ رحمی کی بھی اجازت ہے۔

٦۔چھٹی آزمائش قوم کی بے رخی اور بے اعتنائی کی شکل میں تھی۔قوم کی نفرت اس حدتک بڑھ گئی کہ محض آپ کی توحید پرستی کے نتیجہ میں آتش نمرود کے حوالہ کرنے پرتیار ہوگئے بلکہ عملا انہوں نے وہی کیا جس کا پروگرام بنایا گیا تھا مگر وہی ہوتا ہے جومنظور خدا ہوتا ہے حکم الٰہی سے آگ گل گلزار بن گئی اور آپ کا کچھ نہ کرسکی۔

مذکورہ آزمائشوں کا مقصد کیا ہے؟ اس سوال کا جواب سعد بن ابی وقاص ؓ کی روایت میں مذکور ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش کس پر آتی ہے تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام پھران جیسے لوگ اوران جیسے لوگ یہاں تک آدمی اپنی دینداری کے اعتبار سے آزمایا جاتا ہے اگر وہ دین میں مضبوط اورقوی ہے تو اس کی آزمائش بھی اسی کے لائق ہوتی ہے اس کے برعکس کوئی دینی اعتبار سے کمزور ہے تو آزمائش اسی کے اعتبار سے ہوگی بندے پر مسلسل آزمائش آتی رہے گی یہاں تک کہ زمین پر چلتا پھرتا رہے گا اس حال میں کہ اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا ۔(سنن ترمذی ٢٣٩٨ حسن صحیح :صحیح الترغیب ٣٤٠٢)

دوسرا سبق آموز پہلو یہ تھا مشرک باپ کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنا اوران کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا تھا جیسا کہ ارشاد باری ہے

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا (سورۃ بنی اسرائیل:٢٣) ترجمہ:اورتمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرواور ماں باپ کیساتھ بھلائی کرتے رہو، اگران میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کوپہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا، اوران سے بات ادب سے کرنا۔

ابراہم علیہ السلام نے حسن تعامل کا ایک بہترین نمونہ چھوڑا۔حد درجہ نرمی اور محبت کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرتے رہے کہ اللہ ہی عبادت کے لائق ہے باقی سب فانی ہیں نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں اور نہ انہیں قدرت کاملہ ہے، ارشاد باری ہے:وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِبۡرٰہِیۡمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیۡقًا نَّبِیًّا اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡہِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا یَسۡمَعُ وَلَا یُبۡصِرُ وَلَا یُغۡنِیۡ عَنۡکَ شَیۡئًا یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ قَدۡ جَآءَنِیۡ مِنَ الۡعِلۡمِ مَا لَمۡ یَاۡتِکَ فَاتَّبِعۡنِیۡۤ اَہۡدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا یٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّیۡطٰنَ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِیًّا یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ فَتَکُوۡنَ لِلشَّیۡطٰنِ وَلِیًّا قَالَ اَرَاغِبٌ اَنۡتَ عَنۡ اٰلِہَتِیۡ یٰۤاِبۡرٰہِیۡمُ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَہِ لَاَرۡجُمَنَّکَ وَاہۡجُرۡنِیۡ مَلِیًّا قَالَ سَلٰمٌ عَلَیۡکَ سَاَسۡتَغۡفِرُ لَکَ رَبِّیۡ اِنَّہٗ کَانَ بِیۡ حَفِیًّا وَاَعۡتَزِلُکُمۡ وَمَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَاَدۡعُوۡا رَبِّیۡ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَکُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّیۡ شَقِیًّا. (سورۃ مـریم: ٤١-٤٨) ترجمہ:اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو بیشک وہ نہایت سچے پیغمبر تھے۔جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں۔ابا مجھے ایسا علم ملا ہے جو آپ کے پاس نہیں ہے اس لئے آپ میری پیروی کریں تا کہ میں سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کروں۔ابا آپ شیطان کی عبادت نہ کریں بے شک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے۔ابا مجھے ڈر ہے کہ رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب نہ آپ کو آلے پھر آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں گے۔اس نے کہا: ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہے اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا اور تو ہمیشہ کیلئے مجھ سے دُور ہوجا۔ابراہیم نے سلام علیک کہا (اور کہا کہ) میں آپ کیلئے اپنے رب سے بخشش مانگوں گا بیشک وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے۔اور میں آپ لوگوں سے اور جن کو آپ اللہ کے سوا پکارتے ہیں اُن سے کنارہ کرتا ہوں اور اپنے رب ہی کو پکاروں گا امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہیں رہوں گا۔

بعض نیک اعمال جیسے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا صلہ دنیا میں ہی دیا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرک والد کو حتی المقدور سمجھانے کی کوشش کی مگر فائدہ کچھ بھی حاصل نہ ہوا سوائے گھر سے باہر نکالے جانے کے اور دل برداشتہ ہوکر ہجرت کرنے کے تو اللہ تعالی نے اس کے بدلے بڑھاپے میں اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام جیسے ہونہار فرزند عنایت فرمائے: ارشاد ربانی ہے۔فَلَمَّا اعۡتَزَلَہُمۡ وَمَا یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ وَکُلًّا جَعَلۡنَا نَبِیًّا وَوَہَبۡنَا لَہُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِنَا وَجَعَلۡنَا لَہُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِیًّا. (سورۃ مریم:٤٩-٥٠)

ترجمہ: اور جب ابراہیم ان لوگوں سے اور جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے ان سے الگ ہوگئے تو ہم نے ان کو اسحٰق اور یعقوب بخشے اور سب کو پیغمبر بنایا اور ان کو اپنی رحمت سے (بہت سی چیزیں) عنایت کیں اور ان کا ذکرِ جمیل بلند کیا۔

رسول اکرم ﷺ سے حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق ؓ نے سوال کیا کہ کیا میں اپنی مشرک ماں سے صلہ رحمی کروں اور رشتہ جوڑوں؟ تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت دی (صحیح بخاری ٢٦٢٠) البتہ شرکیہ امور میں والدین کی اطاعت جائز نہیں ارشاد باری تعالی ہے۔

وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ حُسۡنًا وَاِنۡ جَاہَدٰکَ لِتُشۡرِکَ بِیۡ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡہُمَا اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ. (سورۃ العنکبوت:٨) ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (اے مخاطب) اگر تیرے ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کی حقیقت سے تجھے واقفیت نہیں تو اُن کا کہنا نہ ماننا تم (سب) کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ تم کرتے تھے میں تمہیں جتاؤں گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے گا دنیا میں ہی اس کی اولاد اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے گی اور یہ حقیقت ہے دنیا اس کا مشاہدہ بھی کرتی رہتی ہے ۔

اولاد کی حسن تربیت :ابراھیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کی بہترین تربیت فرمائی جس کے نتیجہ میں اسماعیل علیہ السلام حکم الٰہی پر اپنی جان دینے پر راضی ہوگئے۔ابراھیم علیہ السلام نے رب ذوالجلال کے دربار میں یہ دعاءفرمائی **رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ** (سورۃ ابراھیم:۳۷) ترجمہ:اے اللہ! میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیری عزت والے گھر کے پاس لا بسائی ہے،اے اللہ! تاکہ یہ نماز پڑھیں،تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ ان کی طرف جھکے رہیں اوران کو میووں سے روزی دے تاکہ (تیرا) شکر کریں۔

۱۔سب سے پہلے اولاد کی تربیت میں نماز کی اہمیت مسلم ہے نماز کے ذریعہ ساری خوبیاں جمع ہوں گی اور برائیوں سے دوری ہوگی اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوجائیں اور جب دس سال کے ہوجائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ (سنن ابی داؤد ۴۹۵ :حسن صحیح)

۲۔ایمانی تربیت یہ ہے کہ بچوں کو مسجد سے جوڑ دیا جائے یہ مساجد نور ایمان کی تقسیم کی جگہ ہیں جہاں سے دلوں کو سکون وراحت ملتی ہےاور یہ مساجد power House ہیں جہاں سے ایمان کا Re Charge ہوتا ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کعبہ کی تعمیر وتجدید میں فرزندار جمند کو ساتھ رکھا تاکہ پوری زندگی مسجد سے لگاؤ باقی رہے۔

۳۔مادی چیزوں کا مطالبہ بھی دینی مقصد کی خاطر مطلوب ومرغوب ہے دنیا طلبی دینی مقصد کی تکمیل کے لئے شرعا محبوب ہے اسی وجہ سے آپ نے اہل مکہ کے لئے خیر وبرکت کی دعا فرمائی (اوران کو میووں سے روزی دے تاکہ (تیرا) شکر کریں۔

۴۔نیک کاموں میں اپنی اولاد کو ساتھ رکھ کر ان کی تربیت کرنا سنت ابراہیمی ہے جیسا کہ ابراھیم علیہ السلام تن تنہا کعبہ کی تعمیر میں مشغول ہونے کی بجائے اپنے لخت جگر نور نظر اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لے جایا کرتے تھے اور اللہ سے دعا بھی کرتے جاتے تھے **وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ** (سورۃ ابراھیم:۱۲۷۔۱۲۹) ترجمہ: اور جب ابراھیم اوراسماعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے (تو دعا کئے جاتے تھے کہ) اے اللہ ہم سے یہ خدمت قبول فرما بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔۱۲۷۔اے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنائے رکھ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بناتے رہنا اور (اللہ) ہمیں ہمارے طریقِ عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما بیشک تو توجہ فرمانے والا مہربان ہے۔۱۲۸۔اے پرودگاران (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمانا جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور اُن (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے بیشک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

۵ =حکم الٰہی کے باوجود پیار ومحبت بھرے لہجہ میں شفقت آمیز اسلوب کے ساتھ ابراھیم علیہ السلام کا فرزند اسماعیل علیہ السلام سے دریافت کرنا کہ مجھے اللہ نے تمہیں ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔اسی انداز سے فرزند کا فرمانبرداری کا معاملہ کرنا یہ ایک اہم سبق ہےجس کی اقتداء ہر مسلمان پر ضروری ہے ارشاد باری ہے **فلما بلغ معه السعی قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ** ترجمہ:جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے (کی عمر) کو پہنچا تو ابراھیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ (گویا) تم کو ذبح کر رہا ہوں تو تم سوچو کہ تمہارا کیا خیال ہے؟انہوں نے کہا کہ ابا جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجئے اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔(سورۃ الصافات:۱۰۲) کاش ہمارے آباء واجداد اس اسلوب کو اپنا لیتے تو بہت ساری اولاد سے خیر کثیر توقع سے زیادہ پاتے درحقیقت یہی ربانی اسلوب وتربیت کا صحیح طریقہ ہے۔

۶ = ابرہیم علیہ السلام کا اپنی اولاد واحفاد کو باربار توحید کی وصیت کرنا بھی ایک بہترین سبق ہے اس لئے کہ سب سے اہم وصیت توحید پر باقی رہنے کی وصیت ہے نعمت اسلام پر استقامت کے ساتھ باقی رہنے کی تاکید ہے جس کی واضح مثال آپ کی شخصیت میں موجود ہے ارشاد باری ہے: **وَوَصّٰی بِھَآ اِبْرٰھٖمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ.** (سورۃ البقرہ:۱۳۲)

ترجمہ: ابراھیم نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنے فرزندوں سے یہی کہا کہ) بیٹو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے تو مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔

اسی طرح ان وصیتوں کا سلسلہ چلتے چلتے حضرت یوسف علیہ السلام تک پہنچا آپ نے بھی اپنے اسلاف کی طرح اللہ سے یہ دعاء فرمائی کہ **فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ** ترجمہ : اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! توہی دنیا میں اور آخرت میں میرا کارساز ہے تو مجھے (دنیا سے) اپنی اطاعت (کی حالت) میں اٹھانا اور (آخرت میں) اپنے نیک بندوں میں داخل کرنا۔(یوسف:۱۰۱) نبی کریم ﷺ نے بھی امت کو سمع واطاعت کی تعلیم دی ہر قسم کی بدعتوں سے بچنے کی تاکید فرمائی اور یہ بھی حکم دیا کہ پرخطر حالات میں میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی کے ساتھ تھام لینا۔(سنن ترمذی رقم ۲۶۷۶ وقال حسن صحیح)

۷۔ابراھیم علیہ السلام کی خیرخواھی۔ابراھیم علیہ السلام ایک خیر اندیش انسان تھے آپ کی سخاوت ومہمان نوازی مثالی تھی جیسا کہ قرآن کریم نے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے **ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰھِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْہِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْکَرُوْنَ فَرَاغَ اِلٰٓی اَھْلِہٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ فَقَرَّبَہٗٓ اِلَیْھِمْ قَالَ اَلَا تَاْکُلُوْنَ فَاَوْجَسَ مِنْھُمْ خِیْفَۃً قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْہُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ** (سورۃ الذاریات: ۲۴-۲۸)

ترجمہ: بھلاتمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے؟ جب وہ ان کے پاس آئے تو سلام کہا انہوں نے بھی (جواب میں) سلام کہا (دیکھا تو) ایسے لوگ کہ نہ جان نہ پہچان۔ تو اپنے گھر جا کر ایک (بھنا ہوا) موٹا بچھڑا لائے۔ (اور کھانے کے لئے) ان کے آگے رکھ دیا کہنے لگے کہ آپ تناول کیوں نہیں کرتے؟ ۲۷۔ اور دل میں ان سے خوف محسوس کیا (انہوں نے) کہا کہ خوف نہ کیجئے اور ان کو ایک دانشمند لڑکے کی بشارت بھی سنائی۔

جب آپ کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری سنائی گئی دوسری طرف قوم لوط کی بربادی کا مژدہ جانفزا بھی سنایا گیا تو آپ کو قوم لوط کے بے کسوں بے سہارا لوگوں یتیموں اور بیواؤں کی فکر دامن گیر ہوئی اور سوچنے لگے یا اللہ کتنے بدنصیب ہیں کہ ایمان کی دولت پائے بغیر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے ان سب کا کیا حال ہوگا؟ اللہ کو کیا جواب دوں گا؟ یہ فکر درحقیقت ایک بردبار داعی الی اللہ کی ہے بلکہ ابراہیمی سوچ اور فکر ہر داعی الی اللہ میں ہونا ضروری ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ترجمہ: جب ابراہیم سے خوف جاتا رہا اور اُن کو خوشخبری بھی مل گئی تو قوم لوط کے بارے میں لگے ہم سے بحث کرنے۔ بیشک ابراہیم بڑے تحمل والے نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے۔ (سورہ ہود: ۷۴۔۷۵)

وقت کے حاکموں کے سامنے حق گوئی و بے باکی سے متعلق آج کے علماء وصلحاء کا خیال یہ ہے کہ غیر مسلم حکام کے سامنے حق بات بولنا مصلحت کے خلاف ہے بلکہ سیاسی مسائل سے علماء کو دور رہنا چاہیئے اس لئے کہ سیاست الگ ہے دین الگ میدان ہے نیز ہمارا کام صرف اصلاح امت ہے، دعوت دین کی آج ضرورت نہیں ہے خواہ مخواہ اس کی وجہ سے مسائل پیدا ہوں گے اور سیاسی میدان میں شرکت کرنا دین سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس طرح کے کئی خدشات اور وسوسوں کی وجہ سے علماء کا میدان محدود ہوتا چلا گیا جب کہ ابراہیمی سوچ عالمگیر ہے۔ وقت کے حکام کے سامنے حق گوئی اور بے باکی خاص کر دعوتی میدان میں حق کو واضح کرنے اور باطل کا سر نیچا کرنے کے لئے ببانگ دہل فرماتے ہیں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (سورة البقرة: ۲۸۵) ترجمہ: بھلا تم نے اُس شخص کو نہیں دیکھا جو اس (غرور کے) سبب سے کہ اللہ نے اُسکو سلطنت بخشی تھی ابراہیم سے رب کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو جِلاتا اور مارتا ہے۔ وہ بولا کہ جِلا اور مار تو میں بھی سکتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا کہ اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے آپ اُسے مغرب سے نکال دیجئے (یہ سن کر) کافر حیران رہ گیا۔ اور اللہ بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ ۲۵۸ (سوة البقرة)

اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ سبق آموز پہلوؤں اور سنہرے اصولوں سے استفادہ کی توفیق عطاء فرمائے اور توحید میں ثبات قدمی اور شرک سے کلی اجتناب کی سعادت سے مالا مال فرمائے اور کلمۂ توحید پر خاتمہ نصیب ہو: آمین یا رب العالمین.

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تازہ ترین پیش کش

تاریخ رد قادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ

ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے قلم سے

تحریک ختم نبوت (1 تا 25 جلدیں)

تاریخ اہل حدیث (1 تا 8 جلدیں)

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان

اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ 110006

فون: 011-23273407 فیکس: 011-23246613

نئی نسل کی اصلاح، معلّم واستاذ پر موقوف

تحریر: رجب ابوبسیسہ
ترجمہ: عبدالمنان شکراوی، اہل حدیث منزل، دہلی

ارشاد باری تعالیٰ ہے: یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ" (المجادلة:١١) ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دئے گئے ہیں، درجے بلند کردے گا اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کررہے ہو (خوب) خبردار ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (آل عمران:١٨) ترجمہ: "اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

ارشاد نبوی ہے: **من سلک طریقا یطلب فیه علما سلک الله به طریقا من طرق الجنة وان الملائکة لتضع اجنحتها رضا لطالب العلم وان العالم لیستغفر له من فی السماوات ومن فی الارض والحیتان فی جوف الماء وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر** (ابوداؤد) ترجمہ: "جس نے علم کی تلاش کے لئے کوئی راستہ طے کیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ طے کرائے گا اور بے شک فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور بے شک عالم کے لئے زمین وآسمان کی ساری مخلوق دعائے مغفرت کرتی ہے یہاں تک کہ پانی کی تہ میں مچھلیاں بھی۔ بیشک عالم کی فضیلت ایک عبادت گذار پر ایسی ہی ہے جیسی چودھویں کے چاند کی ستاروں پر۔ یقیناً علماء انبیاء کے وارث ہیں جو دینار ودرہم کے وارث نہیں بنائے جاتے بلکہ علم کے وارث بنائے جاتے ہیں، جس نے جتنا علم حاصل کیا اس کو اس کا پورا پورا حصہ ملے گا۔"

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مسافر شخص تھا جس کے راستے میں جنگل پڑتا تھا۔ اس میں ہو کا سناٹا تھا، ہواؤں کی آواز کے علاوہ کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔ خشک سالی اس جنگل کی پہچان تھی۔ الغرض اس میں زندگی کی کوئی رمق ہی نہ تھی۔ اس کے سامان میں کچھ بیج تھے جنہیں اس نے اپنے دائیں اور بائیں بو دیا۔ اور جو کچھ تھوڑا بہت پانی اس کے پاس تھا اس سے اس نے ان کو سیراب کردیا۔ کچھ دن، مہینے اور سال گزر گئے۔ طویل سفر سے لوٹتے ہوئے پھر اسی راستے سے اس کا گزر ہوا۔ کیا دیکھتا ہے کہ گھنے کھجور کے درختوں کی لائن ہے جس سے راستے کی نشان دہی ہورہی ہے۔ اس کے درمیان پھل دار درخت ہیں۔ قسم قسم کے پھول مزید رونق بڑھارہے ہیں۔ راستے کے کنارے متعدد گھر بنے ہوئے ہیں جہاں لوگوں کی بڑی تعداد کا بسیرا ہے۔ بڑے کام کررہے ہیں، بچے کھیل رہے ہیں۔ وہ شخص پوچھتا ہے کہ یہ سب کہاں سے آگیا؟ میں پچھلی دفعہ یہاں سے گزرا تھا تو موت کا سناٹا تھا۔ اس صحراء میں زندگی کہاں سے آگئی؟ اسے بتایا گیا کہ مشہور ہے کہ ایک مسافر کے سامان میں مٹھی بھر بیج تھے جنہیں اس نے دائیں اور بائیں بو دیا تھا جس کا یہ نتیجہ ہے۔

اے معلّم! بیج، بیابان صحراء میں ہی کیوں نہ بوئے جائیں، پھل ضرور آتے ہیں۔ چاہے اس میں تھوڑا وقت لگ جائے۔ شرط یہ ہے کہ کوئی بونے جوتنے والا اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا ہو۔ اس وقت امت آوارگی کا شکار ہے۔ وہ غفلت ولاپرواہی کے جنگل میں بھٹک رہی ہے اور نجات کا راستہ ڈھونڈ رہی ہے۔ تو کیا کوئی ہے جو اس کے لئے اس دردناک ومایوس کن صورت حال اور چیلنجوں اور مشکلات سے بھرے ماحول میں نجات کے بیج بوئے؟ وہ تربیت کی ذمہ داری اپنے سر لے، خیر خواہی کا فریضہ انجام دے اور اس میں اپنی حصہ داری درج کرائے۔ نیز ایسے اثرات چھوڑے جیسے مذکورہ بالا مسافر نے چھوڑے تھے۔

جاگئے آپ ہی مخاطب ہیں: اے معلّم! آپ اس امت کے لئے امید کی ایک کرن ہیں جو جلن اور درد سے کراہ رہی ہے۔ اور اس کا کلیجہ ایسے مخلص معلم کے شوق میں پھٹا جارہا ہے جو ایسی نسل سازی کرے جو اس کی عظمت رفتہ بحال اور لٹی ہوئی عزت وعصمت واپس کرسکے۔ آپ ہی اس کی نجات کی کشتی ہیں جس میں ڈوبتی ہوئی امت لٹکی ہوئی ہے اور موجوں کے تھپیڑے کھارہی ہے۔ اس کا ساحل نجات دور ہے۔ اسے ایسے سہارے کی ضرورت ہے جو ان سرکش موجوں کے درمیان سے اس کے لئے راستہ ہموار کردے۔ گھٹاٹوپ تاریک رات جس نے دنیا کو اپنے قبضے میں لے رکھا ہے، ایسے میں امت کے لئے روشنی کی کرن آپ ہی ہیں۔ یقینی طور پر عنقریب ہی آپ اس کے لئے راستہ روشن کریں گے۔ ان شاء اللہ

میرا آپ کے نام پیغام: ہر سچے انسان کا مشن معاشرے وسوسائٹی کو ان مشکلات سے نجات دلانا ہے جو اس کے راستے میں حائل ہیں نیز ان چیلنجوں کا مقابلہ کرنا ہے جو اصلاح وتبدیلی کی طرف جانے والے راستے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ جو قوم شخصیت سازی اور مستقبل کی تیاری کا اہتمام نہیں کرتی وہ سربراہی

کرنا تو دور باقی رہنے کی بھی مستحق نہیں۔ معاشرے کے اہم ترین عناصر یعنی نئی نسل اور نوجوانوں میں ہی جب انحراف کا مشاہدہ کیا جانے لگے تو یہ مستقبل بعید میں نہیں بلکہ مستقبل قریب ہی میں بڑے خطرے کا الارم ہے۔

درحقیقت نسل نو کو مثقف ومہذب بنانے کا اہتمام معاشرے وسوسائٹی سے یکسر غائب ہو چکا ہے۔ میں یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ نوجوانوں کو ہر چہار جانب سے تیروں نے چھلنی کر دیا ہے انہیں فتنوں اور دشمنوں کے مکروفریب کے الاؤ میں پھینک دیا گیا ہے ۔ان کی خیرخواہی کرنے والوں سے میدان بالکل خالی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ جان بوجھ کر ان کے خیرخواہوں کو غائب کر دیا گیا ہے۔ جو کہ سنگین صورت حال ہے۔ہم اس کی وضاحت اس طرح بھی کر سکتے ہیں کہ یہ اسلامی اورعربی معاشروں اورسوسائٹیوں کے مرکب کو بدل ڈالنے کی ایک کوشش ہے۔اورنوجوانوں کی عقلوں کے لئے ایک نیا سامان تیار کرنا ہے جس سے وہ مغرب کی اندھی پیروی کریں اورتمام ہی معاملات میں وہ ان کے مقلد بن جائیں۔

یہ بات ہم سے مخفی نہیں کہ ان دنوں ہمارے ملک کو اخلاقی اورفکری میدان میں ایسے چیلنجوں کا سامنا ہے جن کا اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ایسا لگتا ہے کہ یہ بے چینی جو معاشرے میں پیدا ہوئی ہے ایک پلاننگ کے تحت راتوں رات تیار کی گئی ہے۔جیسا کہ شیخ الازھر احمد الطیب نے فرمایا ہے: ’’ایک سازش ہے جو سمندروں کے پار اور پردوں کے پیچھے سے چلائی جا رہی ہے۔‘‘لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ایک ٹھوس موقف اختیار کریں اورمل کر غور کریں کہ ہمارا معاشرہ کس طرف جا رہا ہے؟اور ہمارے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا اس پرفتن دور اور گوناگوں مسائل ومشکلات سے گھرے معاشرے میں انجام کیا ہوگا؟ چیلنجز سنگین بلکہ چونکا دینے والے ہیں چنانچہ اخلاقی گراوٹ کے طوفان کو روکنے کے لئے ہم سب کامل کر مقابلہ کرنا بے حد ضروری ہے۔ہم سب کو یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ جو پتھر اس طوفان کو روکنے اور ان مشکلات سے ٹکرانے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ معلّم اوراستاد ہی ہے۔صدیوں سے معلم واستاذ کا ایک اعلیٰ مقام وبلند مرتبہ رہا ہے، وہ ایک مقدس اور باعزت پیغام کا حامل ہے کیونکہ وہی نسلوں کا معلم واستاذ رہا ہے۔

معاشرے کے دانشمندوں سے: جو قومیں روبہ زوال ہوئیں ان کے اسباب ووجوہات پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ محض رہن سہن کے وسائل میں کمی یا اقتصادی کمزوری کے باعث گراوٹ وانحطاط کا شکار نہیں ہوئیں بلکہ مصلحین کی نایابی اس کی اصل وجہ تھی۔ پھر اگر اے معلم واستاذ! قوم کا دارومدار آپ پر نہیں ہوگا تو کس پر ہوگا؟ لہٰذا ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی ولاپرواہی نیز پیغام رسانی میں ناکامی پاس پھٹکنے نہ دیجئے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ ہر اس شخص سے پوچھے گا جس کو کسی کا نگہبان بنایا گیا ہوگا کہ اس نے اس کی حفاظت کی یا ضائع کر دیا۔‘‘ ذمہ داری کی ادائیگی میں سنگین کوتاہی یہ ہے کہ آپ اس کی ادائیگی غلط طریقہ سے کریں۔ کیونکہ اس صورت میں معلم ہی اپنی نادانی کی وجہ سے اس کے ڈھا دینے کا مرتکب ہوتا ہے۔ جب معلم اپنے مشن کی ادائیگی میں منفی طرز عمل اختیار کرے گا تو اس میں پیغام رسانی کی کمزوری اوراس کی اہمیت سے بے توجہی کا غلبہ ہوگا۔ پھر یہ طرز عمل طلبہ میں سرایت کر جائے گا اوران میں غلط قسم کے تاثرات گھر کریں گے نیز ان کے ذہن ودماغ میں حقائق کا مفہوم ہی الٹا ہو کر رہ جائے گا۔اسلام نے ،معاشرے کے اس اہم پہلو کی خوب رعایت کی ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں ہر ایک نگہبان ہے اوراس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

معلم صرف ایک ملازم نہیں بلکہ وہ تربیتی پیغام کی علمبرداری کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔معلم جب اس عظیم معنیٰ ومفہوم کو جان لے گا تو اپنے اس ضروری کردار کی ادائیگی میں منہمک ہو جائے گا اوراس کے بعد اسے اس بات کی قطعا پرواہ نہیں رہے گی کہ اس کے حقوق کی ادائیگی میں معاشرہ اپنا فرض ادا کر رہا ہے یا نہیں۔نیک معلم وہ ہے جو ہمیشہ اپنے آپ سے پوچھتا ہے: کیا میں نے اخلاق واقدار اورمعاشرے کے نظام کو مضبوط کرنے میں اپنا مشن پورا کیا یا اپنی ذمہ داری کما حقہ ادا کی یا نہیں؟مخلص معلم وہی ہے جسے اپنے مشن سے دلچسپی ہو اور اسے انتہائی امانت داری سے ادا کرے۔خاص طور پر اس وقت جبکہ حالات سازگار نہ ہوں اورفتنوں وآزمائشوں ،چیلنجز کی کثرت اور ہمت افزائی کا دور دور تک پتہ نہ ہو۔

سچا معلم وہ ہے جو میدان میں ڈٹا رہے اوراس دور کی جو بھی مشکلات یعنی بے مثال فکری واخلاقی دانت کھٹے کر دینے والی جنگ ہے اس سے برسرپیکار رہے۔علم ومعرفت کی تلوار اور حکمت ودانائی اور صبر وتحمل کی زرہ میں ملبوس ہو کر نکلے اوران حملوں کا مردانہ وار مقابلہ کرے۔

اس لئے ہم کہتے ہیں: جب ہوشیار اور ماہر،عزم وحزم کا پیکر،فہم وفراست سے مسلح ، ہمت وشجاعت سے مزین معلم ہاتھ لگ جائے تو اللہ کے حکم سے اس کی محنت سے عنقریب ہی نیک اورصالح معاشرہ وسوسائٹی وجود میں آئے گی اور اگر میں یہ کہوں کہ معاشرے کے وجود سے پہلے معلم کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا کیونکہ اگر اپن ذمہ داری نبھانے والا معلم نہ ملے تو سب چوپٹ ہو جائے گا۔گرچہ سوسائٹی مادی ترقی کے اعتبار سے کتنے ہی بلند وبالا مقام پر فائز ہو۔

آپ نمونہ ونصب العین ہیں: اے معلم! آپ مانیں یا نہ مانیں، جانیں یا نہ جانیں،اپنا کردار ادا کریں یا نہ کریں درحقیقت آپ نمونہ ورول ماڈل ہیں۔لہٰذا یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ آپ کا اخلاق،آپ کے الفاظ اورآپ کی دلچسپیاں نوٹ کی جاتی ہیں،انہیں گلے لگایا جاتا ہے اورطلبہ ان کی تشہیر کرتے ہیں۔حضرت عقبہ بن ابی سفیان نے اپنے بیٹے کے استاذ کو نصیحت کرتے ہوئے

فرمایا تھا: دھیان رکھنا کہ میرے بیٹوں کی اصلاح سے پہلے تم اپنی اصلاح کر لینا کیونکہ ان کی آنکھیں تمہاری آنکھوں سے مربوط ہیں، اچھا ان کے نزدیک وہ ہے جسے تم نے اچھا سمجھا اور خراب ان کے نزدیک وہ ہے جسے تم نے خراب جانا۔

اے معلّم! آپ رول ماڈل ہیں۔ آپ اپنے شاگردوں کے ساتھ جیسا سلوک و برتاؤ کریں گے وہ اس سے متاثر ہوں گے، چاہے وہ سزا ہی کا معاملہ کیوں نہ ہو۔ اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میری ماں نے مجھے بلایا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہیں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا کہ آؤ میں تمہیں دیتی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ کہا کہ کھجور۔ تو آپ نے فرمایا: اگر تم اسے کچھ نہ دوگی تو یہ تمہارے نامۂ اعمال میں جھوٹ لکھا جائے گا۔

اے معلّم! آپ مقتدیٰ ہیں۔ انسان کے سامنے جو کچھ بھی بولا جاتا ہے اس کے اندر اسے یاد رکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور یہ صلاحیت عام طور پر وقتی ہوتی ہے۔ لیکن نوعمر بچے سنی ہوئی باتوں سے زیادہ دیکھی ہوئی چیزوں سے متاثر ہوتے ہیں۔

اے معلّم! آپ مثال ہیں۔ اچھی طرح جان لیں کہ کلاس میں درس یا لکچر دیتے ہوئے نماز کی ترغیب دینا اس کے نفس پر اتنا اثر انداز نہیں ہوتا جتنا مدرسہ کی مسجد میں آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا اثر انداز ہوتا ہے۔

اے استاذ! آپ نمونہ ہیں۔ معاشرے و سوسائٹی کے لوگوں نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو آپ کے حوالے کیا ہے تاکہ آپ ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ادا کریں لہٰذا آپ کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ آپ ان کے عقائد، عبادات اور معاملات درست کریں نیز اعلیٰ اخلاق کی تخم ریزی کریں۔ انہیں ایسی تربیت و ٹریننگ دیں جس سے ان کی فکری صلاحیتوں میں اضافہ، عقل میں وسعت، طبیعتیں مہذّب، صلاحیتیں تاباں اور ان کے رجحانات و ضروریات کی تشفی و تسلی ہو۔ آپ انہیں درپیش مسائل و مشکلات کے حل میں مدد کریں کیونکہ اگر آپ نے یہ کام بحسن وخوبی انجام دیا تو ایسی نسل پروان چڑھے گی جو آپ کی اولاد کی ایسی ہی تربیت کرے گی جیسی آپ نے کی ہے اور نسلاً بعد نسلٍ معاشرہ و سوسائٹی خود بخود درست رہے گی۔

آپ اپنے معاشرے کے تئیں اپنا تربیتی کردار کما حقہ ادا کریں کیونکہ معاشرہ آپ کی درستگی سے درست رہے گا اور قوم وملت کی خدمت کے لئے باہمت نوجوان نسل کی تربیت میں آپ سے مدد لیتا رہے گا۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفرقان، کویت)

☆☆☆

۱۔جامعة المفلحات کوتہ پیٹ، بارکس، حیدر آباد، لڑکیوں کی دینی وعصری، اقامتی وغیر اقامتی معیاری درسگاہ، اردو/عربی میڈیم

مسلمہ حکومت تلنگانہ

شعبہ جات: (1) حفظ وناظرہ (2) L.K.G. تا X مع متوسطہ وعالمیت (3) مختصر عالمیت (تین سالہ) دسویں پاس/فیل طالبات کے لئے (4) فضیلت (دوسالہ) داخلہ، تعلیم، قیام وطعام مفت (5) تدریب المعلمات والداعیات والمفتیات (ایک سالہ) برائے فاضلات، تعلیم، قیام وطعام مفت، ماہانہ اسکالرشپ

نوٹ: طالبات جامعہ سند عالمیت سے اردو یونیورسٹی حیدر آباد کے B.A. میں اور سند فضیلت سے M.A. میں براہ راست داخلہ کے مجاز ہیں۔

فون نمبرات: 9963635354/8008492052/9346823387/7416536037

(2) **جامعة المفلحات** کوتہ پیٹ، بارکس، حیدر آباد، لڑکیوں کی عصری اسلامی، اقامتی وغیر اقامتی معیاری درسگاہ، انگلش میڈیم

مسلمہ حکومت تلنگانہ

شعبہ جات: L.K.G. تا x **مع اسلامک اسٹڈیز** فون نمبرات: 8074001169/9177550406

(3) **جامعة الفلاح** شریف نگر، حیدر آباد لڑکیوں کی دینی وعصری، اقامتی وغیر اقامتی معیاری درسگاہ، اردو/عربی میڈیم

شعبہ جات: (1) حفظ وناظرہ مع انگلش، سائنس، تلگو وحساب (2) مختصر عالمیت (تین سالہ) مع کمپیوٹر کورس برائے SSC طلبہ (3) فضیلت (دوسالہ) تعلیم قیام وطعام مفت، مع ماہانہ اسکالرشپ

نوٹ: طلبہ جامعہ سند عالمیت سے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدر آباد کے B.A میں براہ راست داخلہ کے مجاز ہیں۔ فون نمبر: 9133428476/9502089170

(4) **فلاح انٹرنیشنل اسکول** شریف نگر، حیدر آباد، لڑکوں کی عصری واسلامی، اقامتی وغیر اقامتی معیاری درسگاہ، انگلش میڈیم

مسلمہ حکومت تلنگانہ

شعبہ جات: Nursery تا x **مع حفظ یا عالمیت** فون نمبر: 9505872810/9133428476

(5) **مرکز الأیتام** کوتہ پیٹ، بارکس، حیدر آباد یتیم لڑکے اور لڑکیوں کے لئے اسکول وہاسٹل۔ انگلش میڈیم۔ جن لڑکے ولڑکیوں کی عمر 10 سال سے کم ہو اور والد یا والدہ کا انتقال ہو گیا ہو ان کے لئے تعلیم، قیام وطعام، کتب اور یونیفارم کے ساتھ طبی سہولیات کا مکمل انتظام ہے، جس میں سال بھر داخلے جاری ہیں۔

مسلمہ حکومت تلنگانہ

شعبہ جات (1) **حفظ وناظرہ** (2) L.K.G. تا x **مع دینیات** فون نمبرات: 9000002154/8008492052

المعلن: شریف محمد بن غالب الیمانی الاشراف، رئیس الجامعات

اسعد اعظمی/ جامعہ سلفیہ بنارس

پانی کی بربادی کا ایک اہم سبب

پانی کے مفت ہونے کا تصور

پانی اور زندگی لازم وملزوم ہیں۔ پانی ہے تو زندگی ہے، ورنہ پانی کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ آج نعرہ لگایا جاتا ہے کہ ''جل ہی جیون ہے''۔ قرآن کی متعدد آیتوں میں بتایا گیا ہے کہ رب پاک نے ہر زندہ شئی کو پانی ہی سے بنایا اور پیدا کیا ہے۔ زندہ شئی سے مراد صرف حضرت انسان ہی نہیں، یا انسان کے ساتھ حیوان اور چرند پرند ہی نہیں، بلکہ پیڑ پودے، گھاس پھوس یہ بھی زندہ اور مردہ ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی کا دارومدار بھی پانی ہی پر ہے۔ زندگی کے لیے جب پانی اس قدر ضروری ٹھہرا تو رب ذوالجلال نے اس عالم رنگ وبو میں پانی کی خوب فراوانی رکھی۔ کائنات کا نقشہ دیکھیں دو تہائی حصہ پانی کا ہے اور ایک تہائی خشکی کا جو آبادی کے لائق ہے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر منجمد برف کی شکل میں بھی کروڑوں اربوں ٹن پانی پیک کرکے رکھ دیا گیا ہے۔

آج کا انسان جب کسی مشقت کے بغیر محض ایک بٹن دبا کر زمین کے سینے سے ہزاروں لیٹر پانی منٹوں میں نکالنے لگا تو دھیرے دھیرے اس کے ذہن ودماغ سے اس کی اہمیت محو ہونے لگی۔ ''مال مفت دل بے رحم'' کی کہاوت صد فیصد اس پر صادق آنے لگی۔ پہلے کنوؤں اور ہینڈ پائپ سے پانی بھر کر استعمال کرتا تھا تو کم سے کم اس محنت کی وجہ سے ہی اسے پانی کی اہمیت کا کچھ اندازہ ہوتا تھا مگر اب ٹونٹی یا شاور کے نیچے بیٹھ کر دیر تک غسل کرتا ہے، پہلے پندرہ بیس لیٹر پانی اس کے غسل کے لیے کافی ہوتا تھا تو اب ساٹھ ستر لیٹر سے کم شاید ہی خرچ کرتا ہو، یہی حال برتن دھلنے، کپڑے دھلنے اور دیگر استعمال کا ہے۔

اکثر حکومتیں بھی اپنی عوام کو پانی مفت میں فراہم کرتی ہیں، کچھ سرکاری، نیم سرکاری، رفاہی وسماجی تنظیمیں بھی خدمت کے جذبے سے لوگوں تک مفت پانی پہنچانے کا کام کرتی ہیں۔ ان سب اور بہت ساری دیگر وجوہات سے ہر چھوٹے بڑے، مرد وعورت، امیر غریب سب کے ذہن میں پانی کے مفت ہونے کا تصور اس قدر جاگزیں ہو گیا ہے کہ اسے منوں ٹنوں برباد کرتے یا برباد ہوتے دیکھ کر بھی ان کے ماتھے پر شکن تک نہیں آتی۔ اس وقت جب کہ ہر طرف پانی کے لیے کہرام مچا ہے، ملک کے بہتیرے علاقے بوند بوند کو ترس رہے ہیں، کئی کئی دنوں کے بعد محلوں میں پانی کے ٹنکر پہنچتے ہیں تو اسے حاصل کرنے کے لیے جنگ چھڑ جاتی ہے۔ کہیں دفعہ (۱۴۴) نافذ کرکے اسے تقسیم کیا جاتا ہے تو کہیں پولیس لگا کر، مگر پھر بھی آج جن لوگوں کو بغیر مشقت کے پانی مل جارہا ہے ان کے یہاں پانی کے استعمال کے تعلق سے کوئی تبدیلی نہیں آتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی فیملیوں میں یومیہ ہزار لیٹر تک پانی بہا دیا جاتا ہے۔ اس عظیم نعمت کا احساس اسی وقت ہوتا ہے جب یہ چھن جائے یا زر کثیر صرف کرکے اسے حاصل کیا جائے۔

غور کریں اگر پانی کچھ گھنٹوں کے لیے منقطع ہو جاتا ہے تو ہمارے پاس برتنوں میں جو بچا کھچا پانی ہوتا ہے اسے ہم کس کمال احتیاط سے خرچ کرتے ہیں۔ سفر وغیرہ میں پندرہ بیس روپے کی بوتل خریدتے ہیں تو اس کے ایک ایک قطرہ کو کس قدر اہمیت دیتے ہیں۔ کیا اس پانی سے کوئی ہاتھ منہ پیر دھلتا نظر آتا ہے؟ لیکن ریلوے اسٹیشنوں پر پینے کے پانی کا جو سسٹم نصب ہوتا ہے اس سے جی بھر کر پانی بہایا جاتا ہے، پینے کے لیے بوتل میں بھر کر لایا جاتا ہے، ہی پھر موقع ملتے ہی اسی خاص پینے والے پانی ہی سے ہاتھ منہ پیر سب کچھ جم کر دھلنا شروع کر دیا جاتا ہے اور موقع ملے تو اس سے غسل کرنے میں بھی تامل نہ ہو، کیوں کہ یہ پانی مفت ہے۔

خلیفہ ہارون رشید کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے پیاس بجھانے کے لیے پانی کا پیالہ منگایا، مجلس میں موجود ایک عالم نے ان سے سوال کیا کہ خلیفۃ المسلمین بتائیں اگر سخت پیاس سے دوچار ہوں اور پانی نہ ملے تو کیا کریں گے؟ انہوں نے فوراً جواب دیا: اپنی آدھی سلطنت اس کے لیے لگا دوں گا۔ پھر سوال کیا کہ اگر آپ پانی پی لیں اور وہ پیٹ میں رک جائے، پیشاب کے راستے سے نکل نہ پائے تو کیا کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اپنی بقیہ آدھی سلطنت اس کے لیے لگا دوں گا۔ سائل نے کہا امیر المومنین آپ کی کل سلطنت ایک پیالہ پانی سے زیادہ قیمت نہیں رکھتی۔

ہمیں یاد آتا ہے کہ دور طالب علمی میں مدینہ یونیورسٹی کے ہاسٹلوں میں اکثر وبیشتر پانی بند ہو جاتا تھا اور طلبہ کو پانی کے لیے ادھر ادھر بھٹکنا پڑتا تھا۔ ایک مرتبہ وائس چانسلر کے ساتھ طلبہ جامعہ کا کوئی پروگرام تھا۔ سوال وجواب کا بھی وقفہ تھا۔ کسی طالب علم نے پانی کے انقطاع کی شکایت کی۔ محترم وائس چانسلر نے جواب میں بڑی حکیمانہ بات کہی، انہوں نے کہا کہ اگر طلبہ پانی اسی طرح خرچ کریں جس طرح اپنی جیب سے پیسے خرچ کرتے ہیں تو جامعہ میں کبھی بھی پانی کا مسئلہ پیدا نہ ہوگا۔ اس جملے کی گہرائیوں میں جا کر غور کریں، اپنا پیسہ خرچ کرنے کے تعلق سے انسان کس قدر محتاط ہوتا ہے، کوئی ضروری سامان خریدتا ہے تو خوب مول بھاؤ کرکے خریدتا ہے تاکہ کم سے کم پیسے میں اس کا کام چل جائے۔ بلاوجہ ادھر ادھر پیسے خرچ کرنا کبھی گوارا نہیں کرتا۔ پانی اس پیسے سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اگر انسان پانی کو کم سے کم وہی اہمیت دے جو پیسے کو دیتا ہے تو بھی اس میں اسراف بیجا سے بچنے میں مدد ملے گی۔

حکومتوں اور سرکاری اداروں کو بھی چاہیے کہ پانی کے مفت ہونے کا تصور ختم کریں۔ یہ فیصلہ یقیناً سخت ہوگا مگر آنے والے پانی کے بحران کی شدت کم کرنے کے لیے یہ ضروری ہے۔ اکثر بڑے شہروں میں اس پر عمل بھی ہو رہا ہے۔ مگر اسے اور بڑے پیمانے پر نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ٹریفک جام اور آلودگی سے تحفظ کے لیے یہ سخت قدم اٹھایا جاسکتا ہے کہ پورے شہر کی نصف گاڑیوں کو ہر ایک دن کے ناغے سے نکلنے سے روک دیا جائے تو پانی کا معاملہ تو اس سے کہیں زیادہ اہم ہے، لہٰذا اس تعلق سے سخت سے سخت قدم عوام وخواص کی بھلائی ہی کے لیے ہوگا جسے چار و ناچار لوگوں کو قبول کرنا ہوگا۔

طب و صحت

تمباکو اور ہائی بلڈ پریشر

ڈاکٹر ایم، این، بیگ
پوسٹ بکس 18، ٹونک Tonk-304001
موبائل۔09460805389
فون۔01432-244018

تمباکو نوشی کے مختلف طریقے ھیں:۔

● سگار ● سگریٹ ● بیڑی ● چلم ● حقہ ● پائپ وغیرہ

ہمارے ملک ہندوستان میں سگریٹ، بیڑی اور چلم زیادہ عام ہیں، چلم کا رواج دیہات میں صدیوں سے پھل پھول رہا ہے۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق، ہائی بلڈ پریشر کے مریض بھی تمباکو نوشی سے بطور خاص پرہیز نہیں کرتے، ان میں تمباکو نوشوں کا تناسب: تین میں ایک کا ہے، یعنی ہائی بلڈ پریشر کے ہر تین مریضوں سے ایک مریض ضرور تمباکو نوش Smoker ہے اور اس کے لئے ''ہارٹ اٹیک'' کا خطرہ (تمباکو نوشی نہ کرنے والے مریضوں کے مقابلے میں) تین سے پانچ گنا زیادہ ہوتا ہے اور عام طور پر مہلک ہی ہوتا ہے۔

تمباکو نوشی کے بلڈ پریشر پر اثرات کی وضاحت: تمباکو میں نکوٹین وافر مقدار میں موجود ہوتی ہے۔ اور یہی نکوٹین بلڈ پریشر میں اضافہ کا سبب خاصی بنتی ہے۔

سگریٹ، بیڑی، چلم وغیرہ کا پہلا کش ہی جب تمباکو کا دھواں پھیپھڑوں میں پہنچا تا ہے تو پھیپھڑے کی انتہائی چھوٹی چھوٹی عروق دموی یعنی خون کی رگیں نکوٹین جذب کر کے پورے جسمانی خون میں شامل کرنا شروع کر دیتی ہیں اور دس سیکنڈ ہی کے انتہائی مختصر وقفے میں، نکوٹین دماغ تک پہنچ جاتی ہے۔ نکوٹین پہنچتے ہی دماغ (بطور رد عمل یعنی (Reaction) گردوں کے اوپر پائے جانے والی گلٹی یعنی (Surrarenal glance) کو سگنل دیتا ہے، اور یہ گلٹی ایک رطوبت بنانا شروع کر دیتی ہے جس کو اپی نیفرین۔ Epinephrine۔ کہا جاتا ہے۔

ایڈری نے لق بہت موثر ہارمون ہے۔ اور یہ خون کی رگوں کو سکیڑ (تنگ) دیتا ہے۔ خون کی رگوں کے سکڑنے کی وجہ سے ہی دل کی جسم میں خون پہنچانے کے لئے زیادہ طاقت سے پمپ کرنا پڑتا ہے اور اس طرح وقتی طور پر بلڈ پریشر ہائی (زیادہ) ہو جاتا ہے۔

اس کو اس طرح سمجھئے کہ صرف دو سگریٹ پینے سے ہی بلڈ پریشر دس ملی میٹر (10 m.m hg) بڑھ جاتا ہے، یہ اضافہ 30 منٹ تک ہی رہتا ہے، جس کے بعد بلڈ پریشر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے، لیکن اگر وقفے، وقفے سے تمباکو نوشی کا عمل جاری رہے تو یہ اضافہ برقرار رہتا ہے۔ بلڈ پریشر میں اضافہ کے علاوہ بھی تمباکو نوشی سے دوسرے نقصانات ہوتے ہیں، تمباکو میں پائے جانے والے دوسرے کیمیاوی اجزاء خون کی رگوں کی اندرونی پرت کو ناہموار اور کھردری بنا دیتے ہیں، جس کے باعث کولیسٹرول کے تھکوں کا ان رگوں میں کہیں کہیں جماؤ ہو سکتا ہے، اور اس طرح رگوں کا جوف تنگ ہونے کے باعث خون کی آزادانہ گردش (بہاؤ) میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے، علاوہ ازیں تمباکو نوشی سے ہی آخرکار جسم میں ایسے ہارمونون (Hormones) کی افزائش میں اضافہ ہو جاتا ہے، جن کے باعث جسم میں پانی زیادہ جمع ہونے لگتا ہے، اور آخر کار ان دونوں وجوہات سے بھی بلڈ پریشر میں اضافہ ہوتا ہے۔

تمباکو نوشی چھوڑنا کیوں ضروری ھے:

اگرچہ تمباکو نوشی ترک کرنے سے، بلڈ پریشر صرف چند پوائنٹ ہی کم ہو سکتا ہے لیکن ان دو وجوہات سے بھی تمباکو نوشی ترک کر دینا بیحد ضروری ہے۔

1۔ تمباکو نوشی کے مضر اثرات کو دور کرنے کے لئے جو ادویہ استعمال کی جاتی ہیں وہ صرف اسی حالت میں موثر ثابت ہو سکتی ہیں جب تمباکو نوشی ترک کر دی جائے، ورنہ بصورت دیگر وہ کم و بیش غیر موثر ثابت ہوتی ہیں۔

2۔ تمباکو نوشی ترک کر دینے سے ہارٹ اٹیک، ہارٹ فیلیور اور فالج کے حملہ کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

تمباکو نوشی ترک کر دینے کی تدابیر: ☆تمباکو نوشی ترک کر دینے سے ذہنی پریشانی میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن یہ صورت حال زیادہ سے زیادہ دس روز ہی رہتی ہے، اس کی وجہ سے طبیعت چاہتی ہے کہ فوری طور پر اس صورتحال کے خاتمے کے لئے تمباکو نوشی کی جائے، لیکن اس کا متبادل یہ ہے کہ چند روز ''چیونگ گم'' چبانے کا عمل کیا جائے، اور اس وقت تک اس شغل سے دل بہلایا جائے، جب تک کہ مندرجہ بالا صورتحال خود بخود ختم نہ ہو جائے۔

☆تمباکو نوشی بتدریج کم کرتے کرتے ترک کر دینا قطعاً ممکن ہے، اس کے لئے مناسب یہی ہے کہ ایک تاریخ طے کر لی جائے اور اس تاریخ پر تمباکو نوشی ہمیشہ کے لئے ترک کر دی جائے۔

☆تمباکو نوشی ترک کر دینے کے فیصلے سے رشتہ داروں، دوستوں، فیملی ممبران، وغیرہ کو آگاہ کر دینا بہت مناسب اور ضروری ہے، تاکہ یہ احساس رہے کہ اگر تمباکو نوشی دوبارہ شروع کر دی گئی تو یہ سب لوگ اچھی رائے نہیں رکھیں گے۔

☆اپنے فیملی ڈاکٹر سے مشورہ کرنا بھی ضروری ہے تاکہ وہ چند ادویہ اس سلسلے میں عارضی طور پر استعمال کرنے سے ''Withdrawal Symptoms'' کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔

☆تمباکو نوشی کی خواہش چند منٹ تک ہی رہتی ہے، جب بھی خواہش بیدار ہو، یہ سوچتے ہوئے، گھڑی پر نظریں جمائے رکھنا مفید ثابت ہوتا ہے، ''طلب'' ختم ہوتے ہی ''قوت ارادی'' کی کامیابی پر دل ہی دل میں خود کو مبارکباد دیتے ہوئے، وہ کام کرنا شروع کر دینا چاہئے جو طلب سے پہلے کیا جا رہا تھا۔

تمباکو نوشی ترک کرنے کے فیصلے کی معاون ادویہ:

Nicotine Gum☆ Nicotine Patches☆

Nicotine Inhaler☆Nictine Nasa Spray.☆

☆Bupropion یہ دوا مختلف ناموں سے مختلف دواساز کی کمپنیاں فروخت کرتی ہیں جیسے:

◄ Zyban ◄ Wellbutrin وغیرہ وغیرہ

نوٹ ۔ یہ ادویہ ڈاکٹر کے تجویز کرنے پر ہی مل سکتی ہیں اگرچہ نکوٹین وغیرہ بآسانی کیمسٹ سے مل سکتے ہیں لیکن اپنے فیملی ڈاکٹر سے مشورہ کرنے کے بعد ہی استعمال کرنا چاہئے۔

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

(۱)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اٹھارہواں مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے اول انعام یافتہ کی عالمی مسابقہ حفظ قرآن کریم مکہ مکرمہ کے لیے ترشیح

دہلی ۲۸/جون ۲۰۱۹ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری اخباری بیان کے مطابق کنگ عبدالعزیز عالمی مسابقہ قرآن کریم (مسابقۃ الملک عبدالعزیز الدولیہ) مکہ مکرمہ میں شرکت کرنے کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی طرف سے امسال کیرلا کے شہین بن حمزہ کی نامزدگی عمل میں آئی ہے۔ جو ۲۸-۲۹/جولائی ۲۰۱۸ء کو اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا میں منعقد ہوئے اٹھارہواں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے زمرہ اول (مکمل حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم) میں پہلی پوزیشن حاصل کرکے اول انعام کے مستحق ہوئے تھے۔

واضح رہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مسلمانوں کے اندر قرآن کریم کی تلاوت تجوید وحفظ اوراس کے معانی پر غور وتدبر کا شوق پیدا کرنے ،ان کی زندگی کو قرآنی تعلیمات سے ہم آہنگ کرنے اورنئی نسل کے اندر مسابقتی ذوق بیدار کرنے کی غرض سے ہرسال آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے انعقاد کا اہتمام کرتی ہے۔جس میں بلاتفریق مسلک پورے ملک سے بڑی تعداد میں حفاظ وعلماء کرام شریک ہوتے ہیں اورکل چھ زمروں میں اول دوم اورسوم پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیبوں کوگراں قدر انعامات سے نوازا جاتا ہے اور دیگر تمام شرکاء کی بھی تشجیع کی جاتی ہے۔ نیز مسابقہ میں سب سے ممتاز حافظ وقاری کو عالمی مسابقہ حفظ قرآن کریم میں شرکت کے لیے نامزد کیا جاتا ہے۔امسال مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی طرف سے المسابقۃ العالمیہ للقرآن الکریم مکہ مکرمہ میں شرکت کے لیے کیرالا سے تعلق رکھنے والے شہین بن محمد حمزہ کی نامزدگی اسی مبارک سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔

(۲)

شیخ العرب والعجم مولانا حکیم محمد اسرائیل ندوی کا انتقال عظیم دینی، علمی، قومی، ملی اور جماعتی خسارہ: مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی

دہلی: ۲/جولائی ۲۰۱۹ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے معروف عالم دین، ماہر علم حدیث، متعدد علمی وتحقیقی کتابوں کے مولف، سابق امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ، شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ شکراوا، میوات، شیخ العرب والعجم مولانا حکیم محمد اسرائیل ندوی کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کوعظیم دینی، علمی، دعوتی، قومی، ملی اور جماعتی خسارہ قرار دیا ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ مولانا حکیم محمد اسرائیل ندوی ہندوستان کی ایک عظیم اور ہریانہ کی علی الاطلاق سب سے بڑی علمی، تحقیقی ، دعوتی، سماجی ، اصلاحی اور جماعتی شخصیت تھے اور برصغیر کے ان چند اساطین علم حدیث میں سے تھے جو حدیث کی سند عالی رکھتے ہیں۔آپ نے عرب تا عجم علم حدیث کی خوشبو پھیلائی اور اپنے پیچھے شاگردوں کی بڑی تعداد چھوڑ گئے۔امیر محترم نے فرمایا کہ مولانا حکیم محمد اسرائیل ندوی علم حدیث کی پر رونق مجالس سجانے کے ساتھ ساتھ تنظیم وجماعت کا ایک اہم حصہ رہے۔اور بڑی مدت تک صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ کے امیر بھی رہے۔اس دوران انہوں نے اصلاح معاشرہ کے لیے بھی کام کیا۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ مولانا حکیم محمد اسرائیل ندوی نے نہ صرف اپنی مجالس درس اورتقریر وتحریر کے ذریعہ معاشرہ کا روحانی علاج فرمایا بلکہ انہوں نے اللہ کے بندوں کا جسمانی علاج بھی کیا۔آپ ایک حاذق حکیم مولانا عبدالشکور شکراوی کے شاگرد رشید تھے۔آپ نے اردو اورعربی زبانوں میں متعدد دینی اورسماجی مسائل سے متعلق اہم اور دقیق کتابیں تالیف فرمائیں۔ان میں تحفۃ الانام فی شرح جزء القراءۃ خلف الامام للامام البخاری، تراجم علماء اہل حدیث میوات، طلاق قرآن وحدیث کی روشنی میں، تصحیح جامع شعب الایمان للبیہقی، تخریج احادیث زوائد صحیح ابن حبان، تخریج احادیث جامع الترمذی، تذکرۃ الشیخ الامام نذیر حسین الدہلوی، التعلیق علی تقریب التہذیب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔آپ نے علاقہ میوات میں تعلیمی پسماندگی کودور کرنے کی غرض سے اپنے گاؤں موضع رنیالہ خورد جھانڈہ میں مدرسہ محمدیہ للبنین والبنات میوات قائم کیا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے ان کی عظیم علمی ودعوتی خدمات کے اعتراف میں ان کو ایوارڈ سے نوازا تھا۔

پریس ریلیز کے مطابق مولانا حکیم محمد اسرائیل ندوی جن کا آج بعد نماز فجر بہ عمر ۸۵ سال انتقال ہوگیا، مئی ۱۹۳۴ء کوموضع رنیالہ خورد، جھانڈہ، میوات، ہریانہ میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گاوں میں ہوئی پھر جامعہ سلفیہ شکراوا، میوات میں داخل ہوئے اور وہاں تعلیم مکمل کرنے کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا اور اکابر علماء سے اکتساب فیض کیا۔مولانا حکیم عبدالشکور شکراوی سے علم طب حاصل کی۔فراغت کے بعد تقریبا ۲۵ سالوں تک جامعہ سلفیہ شکراوا میں شیخ الحدیث رہے۔آپ نے مختلف ملکوں کا سفر کیا اورطلبۃ العلم کوحدیث کا سبق پڑھایا اورانہیں سند عطا کی۔اس سلسلے میں فضیلۃ الشیخ محترم جناب زیاد التکلہ حفظہ اللہ شکریہ ودعا کے مستحق ہیں۔جنہوں نے بڑی فکرمندی سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اس وقت کے ناظم اعلیٰ مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ سے مسلسل رائے ،مشورہ اورتبادلۂ خیال ،سلفی علماء

اوران کی خدمات، شہادات واجازات حدیث کے حال واحوال پر طویل اور مسلسل گفتگو، نیز ہندوستان کے چھ علمائے کرام جن کے پاس اسانید عالیہ، اجازات قویہ وعالیہ اور قراءت حدیث کی سندیں تھیں، ان کی نشان دہی کے بعد شیخ زیاد التکلہ ہندوستان آئے اور بہت سے مشائخ سے قرأت وسماع حدیث کیا اور پھر ان مشائخ خصوصا شیخ محمد اسرائیل ندوی، علامہ عبدالقیوم بستوی، شیخ ظہیرالدین اثری اور محمد الاعظمی وغیرہم کو عرب دنیا میں بلایا اور اس طرح استفادہ وافادہ کا ایک باب وا ہوگیا۔ جس کی ادنیٰ جھلک الفتح الجلیل میں موجود ہے۔ فجزاہ اللہ خیرالجزاء۔

آج بعد نماز عصر آبائی گاؤں رنیالہ خورد جھانڈہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔ پسماندگان میں چار لڑکے عطاء اللہ، ثناء اللہ، عبیداللہ، احمد اللہ اور تین لڑکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، خدمات کو قبول کرے اور جنت الفردوس کا مکیں بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ پریس ریلیز کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران وکارکنان نے مولانا کے انتقال پر قلبی تعزیت پیش کی ہے اور مولانا کی بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں۔

(۳)

موب لنچنگ، بدنظمی اور انتشار پھیلانے اور قانون کو ہاتھ میں لینے جیسے معاملات سب کے لیے لمحۂ فکریہ ہیں/مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

دہلی: ۳۰/جولائی ۲۰۱۹ء

کسی بھی ملک کی سب سے بڑی قوت اور عزت اس کا دستور اور قانون کی برتری ہے۔ عوام اور حکومت کی بہتری اور مفاد اسی میں مضمر ہے اور شہریوں کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت فرد ومعاشرہ کے بنیادی اور اہم ترین مسئلہ ہے۔ ایسے وقت میں موب لنچنگ، بدنظمی اور انتشار پھیلانے اور قانون کو ہاتھ میں لینے جیسے معاملات سب کے لیے لمحہ فکریہ ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند نے اخبار کے نام جاری ایک بیان میں کیا۔

انہوں نے کہا ملک میں رونما ہونے والے پرویز انصاری جیسے ظالمانہ واقعات کی وجہ سے ہر آدمی شدید تشویش میں ہے۔ اس لیے حکومت کی بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ ایسے پرتشدد واقعات پر عملاً قابو پانے کی اپنی ذمہ داری نبھائے اور عوام جن کا ضمیر ابھی اتنا مردہ نہیں ہونا چاہئے، بھی انسانیت ومحبت اور ملک اور دیش واسیوں کے تئیں اپنے فرائض کو محسوس کرتے ہوئے اور مختلف دستوری واخلاقی تقاضوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس طرح کی مذموم حرکتوں سے خود کو بھی اور اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی باز رکھیں کہ ظالم کو ظلم سے روکنا بھی مظلوم اور خود ظالم کی مدد ہے۔ جسے ہر ملت ومعاشرہ فرض مانتا ہے۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ ہم اس طرح کی تمام حرکات کی مذمت کرتے ہوئے عوام وخواص سے ملک میں امن وبھائی چارہ کے ماحول کو بہتر سے بہتر بنانے رکھنے کی اپیل کرتے ہیں جو ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ ☆☆

جماعتی خبریں

مدرسہ اسلامیہ سعیدیہ دارانگر بنارس میں شعبہ حفظ کا قیام: مدرسہ اسلامیہ سعیدیہ دارانگر بنارس جسے مولانا محمد سعید محدث بنارسی رحمہ اللہ نے ۱۲۹۹ھ میں اس وقت قائم کیا جب میاں صاحب رحمہ اللہ کے ایماء پر بنارس کو بطور سکونت اختیار کیا اور پھر وہیں سے تبلیغ دین کا ذمہ اٹھایا پھر حدیث اور عقیدۂ صحیحہ کی نشر واشاعت کرنے لگے، ان کے انتقال کے بعد ان کے خلف رشید مولانا محمد ابوالقاسم سیف بنارسی رحمہ اللہ ۳۹ سال تک صحیحین ودیگر کتب حدیث اور تفسیر کا درس دیتے رہے اور طلباء کی کثیر تعداد میں بیرون بنارس سے بھی تشریف لاکر اپنی علمی تشنگی بجھانے لگے لیکن جب مولانا سیف رحمہ اللہ کا ۱۹۴۹ء میں انتقال ہوگیا تو اس مدرسے کی ذمہ داری آپ کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالآخر رحمہ اللہ کے کندھوں پر آئی توانہوں نے اپنے والد اور بھائی کے مشن کو آگے بڑھانے کی کما حقہ کوشش کی، لیکن مولانا سیف کے انتقال کے بعد اس مدرسے کی شہرت میں کمی آگئی اس لئے طلباء کی تعداد میں کمی آنے لگی۔ بالآخر مولانا عبدالآخر بنارسی رحمہ اللہ کا بھی انتقال ہوگیا، ان کے انتقال کے بعد اس مدرسے کو مکتب میں تبدیل کر دیا گیا جو اب تک مکتب ہی شکل میں باقی ہے۔ ذمہ داران مدرسہ نے مدرسہ ہٰذا کی تاریخ پر غور کیا تو انہیں یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اب اپنے اکابرین کی یادتازہ کرنے کے لئے اس مدرسے کو ترقی دینا چاہیے جس کے لئے ذمہ داران نے کوشش کی اور پھر مدرسہ ہذا میں شعبہ حفظ کا قیام عمل میں آیا۔

جس کا افتتاحی پروگرام ۲۳/جون ۲۰۱۹ء بروز اتوار صبح ۹/بجے مدرسہ ہذا کی قدیم درسگاہ مسجد اہل حدیث دارانگر میں منعقد ہوا جس میں شہر بنارس کی معروف ومشہور شخصیات موجود تھیں، جس میں سرفہرست فضیلۃ الشیخ محمد یونس مدنی حفظہ اللہ سابق امیر جمعیت اہل حدیث ضلع بنارس، مولانا عبدالغفار بنارسی، مولانا محمد شعیب سعیدی، حاجی محمد نسیم، مولانا عبدالاحد بنارسی، شیخ عبدالمتین مدنی وغیرہ ہیں۔

اس پروگرام کا آغاز حافظ ابوبکر عبداللہ سلفی استاذ شعبہ حفظ مدرسہ اسلامیہ سعیدیہ کی تلاوت سے ہوا، بعد ازاں مولانا محمد عمران سلفی حفظہ اللہ نے مدرسہ ہذا کا مختصر تعارف پیش کیا، پھر حفاظ کے مقام ومرتبہ کے موضوع پر فضیلۃ الشیخ عبدالمتین مدنی حفظہ اللہ استاذ جامعہ رحمانیہ نے خطاب کیا اس پروگرام میں دوسری تقریر جمعیت اہل حدیث ضلع بنارس کے امیر فضیلۃ الشیخ احسن جمیل مدنی حفظہ اللہ کی ہوئی، شیخ محترم نے قرآن پڑھنے کے آداب پر زور دیتے ہوئے کہا کہ افسوس ہے کہ یہاں قرآن پڑھنے پر جیسی توجہ دینی چاہیے وہ نہیں دی جاتی نیز دوران تقریر آپ نے بچوں کو مخارج کی صحیح ادائیگی پر بھی زور دیا، پھر جامعہ سلفیہ بنارس کے ناظم اعلیٰ نے خطاب کیا، دوران تقریر آپ نے مدرسے کی تاریخ کی جانب اشارہ کیا نیز شیخ محترم نے خانوادہ سعید بنارسی کے کارناموں کو سراہتے ہوئے اپنے اور دیگر علماء ومشاہیر بنارس کے استاذ

اورخلف محمد سعید بنارسی قاری احمد سعید صاحب رحمہ اللہ کا بھی تذکرہ کیا۔حافظ عبدالرحیم سلفی نے آخر میں بچوں کو درس دیا۔نظامت کے فرائض مولانا محمد عمران سلفی نے ادا کئے۔(منجانب:مدرسہ اسلامیہ سعیدیہ دارانگر،بنارس)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب کو صدمات: یہ خبرانتہائی غم واندوہ میں ڈوب کرسنی جائے گی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب کی بڑی ہمشیرہ کا مورخہ ۱۶رمئی ۲۰۱۹ء مطابق ۱۰ررمضان المبارک ۱۴۴۰ھ کو آبائی وطن ناگپور میں بعمر ۸۵ سال انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ پسماندگان میں شوہر، دو بیٹے اوردو بیٹیاں اورمتعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔

اسی طرح مورخہ یکم جون ۲۰۱۹ء مطابق ۲۶ررمضان المبارک ۱۴۴۰ھ کو الحاج وکیل پرویز صاحب کی چھوٹی بہن کا بھی بعمر ۶۰ سال آبائی وطن ناگپور میں انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔پسماندگان میں چار بیٹے اوردو بیٹیاں اورمتعدد پوتے پوتیاں اورنواسے نواسیاں ہیں۔دونوں بہنیں پابندصوم وصلوۃ اور دینی وجماعتی کاز سے کافی دلچسپی رکھتی تھیں اور کارخیر میں برابرحصہ لیتی تھیں۔ان کی اولا داحفاد بھی ماشاء اللہ دینی وجماعتی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔

ابھی کچھ دنوں پہلے الحاج وکیل پرویز صاحب کے بڑے بیٹے اوربھتیجے کی جواں سالہ موت کا غم تازہ ہی تھا کہ پے درپے دونوں بہنوں کے انتقال کے صدموں نے ان کو نڈھال کردیاہے۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر فضیلۃ الشیخ اصغرعلی امام مہدی سلفی سمیت تمام ذمہ داران وکارکنان ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ ان کی بہنوں کی مغفرت فرمائے ،لغزشوں سے درگزرکرے۔جنت الفردوس کی مکین بنائے اور پسماندگان خصوصاً الحاج وکیل پرویز صاحب کو صبرجمیل کی توفیق بخشے۔آمین(ادارہ)

انتقال پرملال : نہایت رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر دی جاتی ہے کہ صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر کے سابق ناظم مولانا ابورضوان محمدی صاحب کی والدہ ماجدہ کا مورخہ ۳رجون ۲۰۱۹ء مطابق ۲۸ررمضان المبارک ۱۴۴۰ھ کو انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند تھیں ۔پسماندگان میں مولانا ابورضوان محمدی صاحب کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی اورمتعدد پوتے پوتیاں اورنواسے نواسیاں ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے ،جنت الفردوس کی مکین بنائے اور پسماندگان خصوصا مولانا ابورضوان محمدی صاحب کو صبرجمیل کی توفیق بخشے۔آمین(ادارہ)

وفات حسرت آیات: یہ خبر بہت ہی رنج والم کے ساتھ سنی جائے گی کہ محترم انس یسین صاحب رنکپورکلیانیپال طویل علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جاملے ۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔انس بھائی ایک انسان دوست،متشرع اور دیندارانسان تھے اپنے پیشہ کے ماہر تھے۔وضع قطع میں مکمل اسلامی تعلیمات کے پیکر تھے صوم وصلوۃ کے پابند اوراخلاق میں خوش مزاج اورملنسار تھے۔ماضی میں مدرسہ سلفیہ کنزالعلوم رنگپور نیپال کے ایک مدت تک ناظم تھے۔ ان سے قبل ان کے والد ماجد بزرگ یسین صاحب مرحوم مدرسہ کے خادم خاص تھے۔مولانا منظورالحق صاحب بلی رام پور رحمہ اللہ نے ان ہی مخلصین کی مدد سے اس ادارہ کو قائم کیا تھا ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ مدرسہ بند ہوگیا۔بڑی مشکل سے دوبارہ کھولا گیا اور ترقی دی گئی ۔جس میں راقم بھی پیش پیش تھا۔پھراس پر زوال کے ایام دیکھ کر بے حد رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے ترقی دے اورتمام خدام سابقین ولاحقین کو نیک بدلہ دے۔محترم انس بھائی اپنے پیچھے بہت سی اثاث وزرینہ اولاد چھوڑکر گئے ہیں۔ ماشاء اللہ بچے اوربچیوں میں کئی عدد عالم دین ہیں خصوصاً آفتاب مدنی سلمہ اورعائشہ انس سلمہا وغیرہ۔اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، خطاؤں کو بخش دے اورپسماندگان کو صبرجمیل عطا کرے۔آمین(اصغر)

انتقال پرملال: یہ خبرانتہائی رنج وافسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ معروف عالم دین ،شاعروادیب، ناظم جامعہ اسلامیہ دریاباد، سنت کبیرنگر، یوپی ڈاکٹر عتیق الرحمٰن عتیق اثرندوی صاحب کی والدہ ماجدہ کا مورخہ ۷رجولائی ۲۰۱۹ء کو انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس کی مکین بنائے۔ پسماندگان خصوصاً ڈاکٹر عتیق اثری ندوی صاحب کو صبرجمیل عطا فرمائے۔آمین(ادارہ)

(مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر ، ناظم عمومی، ناظم مالیات اور جملہ ذمہ داران و کارکنان نے مذکورہ مرحومین ومرحومات کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا ہے)

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی
نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	26/-
چمن اسلام اول	20/-
چمن اسلام دوم	26/-
چمن اسلام سوم	28/-
چمن اسلام چہارم	28/-
چمن اسلام پنجم	35/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	163/-

"Registered with the Registrar of Newspapers for India"

JARIDA TARJUMAN

(FORTNIGHTLY)

AHL-E-HADEES MANZIL, 4116, URDU BAZAR, JAMA MASJID, DELHI - 110006

PH. : 011 - 23273407, TELEFAX : 23246613

R.N.I. No-39374/80

REGD. DL(DG)-11/8064/-17/19.

Licenced to Post Without Pre-payment in N.D. PSO Under U (C) 277/2017-19

August 1-15-2019

اہل حدیث کمپلیکس اور اہل حدیث منزل کے دونوں تاریخی اور عظیم تعمیری کاموں کے سلسلہ میں

ایک اعلیٰ سطحی وفد متعدد صوبوں کے دورے پر۔ ان شاء اللہ

احباب جماعت اور ہمدردانِ قوم وملت کو معلوم ہے کہ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی اور اہل حدیث منزل جامع مسجد دہلی میں دو عظیم الشان تاریخی بلڈنگوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ اس سلسلہ میں الحمدللہ اہل حدیث کمپلیکس کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل کی تسقیف (ڈھلائی) کا کام ہوا چاہتا ہے اور اہل حدیث منزل میں ترمیم وتعمیر کا کام تیسری منزل تک پہنچ چکا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق کے بعد محسنین جماعت وجمعیت کی سخاوت وفیاضی کے مرہون منت ہے۔ مزید تعاون کے لیے احباب جماعت صوبائی جمعیات سے تنسیق کے بعد مساجد میں باضابطہ ومسلسل اعلان فرمائیں۔

عنقریب ہی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا ایک اعلیٰ سطحی وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے۔ اس عظیم اور تاریخی خیر کے کام میں اپنا بھرپور حصہ اور کردار ادا کر کے مشکور وماجور ہوں۔

نوٹ: اس سلسلہ میں متعلقہ صوبوں کے ذمہ داران واعیان کو اطلاع کردی گئی ہے۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292